

مندرجہ ذیل کتابیں مدرسہ تعلیم الاسلام سے مل سکتی ہیں۔

شرح ترمذی صحاح ستہ کی شہرہ کتاب ترمذی
کی چار جلدیں شان شریحین جلد اول و دوم
قیمت فی جلد ۵ روپے دونوں جلد کے خریدار کو ۱۰ روپے
ہے فی جلد (۱۰ روپے) دونوں کو دوسری کتابوں
کے معاوضہ پر دیا جاسکتی ہے۔
مسک الحارث مولوی سید محمد حسن صاحب
کی تصنیف بہین ان پیشگوئیوں کا واقع ہوا بہت
کیا گیا ہے جو مسیح موعود کو زمانہ کے متعلق حدیثوں
میں آئی ہیں اس کتاب کی اصل کتاب بھی بکراہ
اسکی قیمت میں بہت تخفیف کر کے صرف ۱۰ روپے قیمت
کر دی گئی ہے تا جو احباب بہت بکھرتے ہیں متعدد
جلد میں خرید کر مفت تقسیم کر کے تو بجا مال کریں۔
یہ نا القرآن نیا قاعدہ جس سے بچہ نہایت
آسانی سے پچھ سات ماہ میں قرآن شریف تم
کر سکتا ہے قیمت ۱۰ روپے محصولہ اک
قاعدہ عجزی وار و مصنفہ نواب علی
صاحب قیمت ۱۰ روپے محصولہ اک
سلسلہ مینیات کا پہلا نمبر نئی تصنیف
بچوں کو ارکان اسلام اور نماز سکھانے کیلئے
قیمت ۱۰ روپے محصولہ اک

سرمہ ششم آریہ مشہور تصنیف حضرت مسیح علیہ السلام
آریہون کی اکثر اضمون کا جواب قیمت ۱۰ روپے محصولہ اک
سیرت مسیح موعود و علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی
عبدالمکرم صاحب کی مشہور تصنیف جو جلد کو پڑھ کر
کئی آدمیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت
کی تصدیق کی۔ ۱۰ روپے قیمت ۱۰ روپے محصولہ اک
اسلام اور اس کی حقیقت یعنی حضرت
مسیح موعود کی وہ تقریر جو جلسہ اعظم مذاہبہ ہند پر
سنائی گئی تھی جیسی تقطیع پر قیمت ۱۰ روپے ہر ایک شخص
کے پاس اسکی ایک کاپی ہونی چاہیے۔ تقطیع
ورکھیں جدید کامل۔ نہایت خوبصورت جلد
پر حضرت اقدس کے اردو اور فارسی اشعار کا
مجموعہ قیمت بغیر جلد ۵ روپے محصولہ اک

نشان اسمانی قیمت ۱۰ روپے

اجر و میلا قیمت ۱۰ روپے

جو اصحاب متعدد جلدیں خریدنا چاہیں وہ کمیشن وغیرہ کے متعلق خط و کتابت سے
دریافت کر سکتے ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے اردو فارسی اور مینیات کے سلسلے کی تمام کتابیں
اونٹنی ڈکاوانڈہ کے اردو سلسلے کی کتابیں اور مدھون کی پڑائی کی جعفر دوسری کتابیں مل قیمت ۱۰ روپے
مل سکتی ہیں قیمت پیشگی آئی چھپے یا بذریعہ دی بی عسبر سب وارن۔ درخو استین ہندی غیر علی صاحب نے

آلودہ گوشتیں فرضاً ہونے کے لئے نہیں مقرر کی گئی ہیں

دعوتِ اسلامی

دنیا کے مذاہب پر نظر
اگست ۱۹۷۷ء

جلد اول

نمبر

فہرست مضامین

اسلام

دنیا میں زندگی کے معنی کیا ہیں اور ان کا حصول کس طرح ہوتا ہے ————— ۱۰۶

مسٹر داغ اور یو یو آف لمیٹس ————— ۱۰۷

مذہبِ اسلام کی طرف ایک خط ————— ۱۰۸

انجمنِ شاعتِ اسلام قادیان نے انوارِ احمدیہ پریس قادیان قادیان
میں باہر م شیعہ شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی مالک شیعہ
پہنچا کر ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو شائع کیا۔

قیمت سالانہ معمول کاغذ پر ۱۰ روپے کاغذ پر ۱۵ روپے

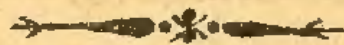
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا میں زندگی کو مدعا کیا ہیں اور ان کا حصول کس طرح ہوتا ہے



اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ مختلف الطبیائع انسان اپنی کوئی نہ بھی یا پست ہمتی سے مختلف طور کے مدعا اپنی زندگی کے لیے ٹھہراتے ہیں اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں۔ مگر وہ مدعا جو خدا تعالیٰ اپنی پاک کلام میں بیان فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی میں نے جن اور انسان کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے ہی پابن اور میری پرستش کریں پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لیے ہو جانا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قوے اس کو عنایت کئے۔ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے جو خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا میں غامی ہو جانا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک اور جگہ فرماتا ہے اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَالَّذِیْنَ اَلَدِیْنِ الْقَدِیْمَ فَطَرَهُ اللّٰهُ الَّذِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا یعنی وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیح اور اس کی پرستش احسن طور پر ہے وہ اسلام ہے۔ اور اسلام انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور خدا نے انسان کو اسلام پر

پیدا کیا۔ اور اسلام کیلئے پیدا کیا ہے یعنی یہ چاہا ہے کہ انسان اپنے تمام قوس کے ساتھ اس کی پرستش و اطاعت اور محبت میں
 لگتے جائے اسی وجہ سے اس قادر کریم نے انسان کو تمام قوس اسلام کے مناسب حال عطا کئے ہیں۔ ان آیتوں کی تفصیل بہت
 طوی ہے اور ہم کسی قدر پہلے سوال کے تیسرے حصہ میں لکھ چکے ہیں لیکن اب ہم مختصر طور پر صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ
 انسان کو جو کچھ اندرونی اور بیرونی اعضاء دئے گئے ہیں یا جو کچھ قوتیں عنایت ہوئی ہیں اصل مقصود اُن سے خدا کی معرفت
 اور خدا کی پرستش اور خدا کی محبت ہے۔ اسی وجہ سے انسان دنیا میں ہزاروں شغلوں کو اختیار کر کے پھر بھی بجز خدا کے اپنی سچی خوشحالی
 کسی میں نہیں پاتا بلکہ ادا دلتہ نہ ہو کر طبع عمدہ پاکر طبع ناچر بن کر بڑی یا دشاہی تک پہنچ کر طبع فاسد کہلا کر آخران دنیوی گرفتاریوں سے
 بڑی حسرتوں کے ساتھ جاتا ہے اور ہمیشہ دل اس کا دنیا کے استغراق سے اسکو لازم کرتا رہتا ہے۔ اور اس کے مکر و فریبوں
 اور ناجائز کاموں میں کبھی اس کا انشاس اس سے اتفاق نہیں کرتا ایک دانا انسان اس مسئلہ کو اس طرح بھی سمجھ سکتا ہے کہ چرخ
 کے قوس ایک اعلیٰ سے اعلیٰ کام کر سکتے ہیں اور پھر آگے جا کر ٹھہر جاتے ہیں وہی اعلیٰ کام اس کی پیدائش کی علت غائی سمجھائی
 ہے مثلاً بیل کا کام اعلیٰ سے اعلیٰ قلبہ رانی یا آبپاشی یا باربرداری ہے۔ اس سے زیادہ اس کی قوتوں میں کچھ ثابت نہیں ہوا۔
 سو بیل کی زندگی کا مدد ہی تین چیزیں ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی قوت اس میں پائی نہیں جاتی مگر جب ہم انسان کی قوتوں
 کو ٹھولتے ہیں کہ ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ کوئی قوت ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے اعلیٰ برتری اس میں تلاش پائی جاتی ہے
 یہ بات کہ وہ چاہتا ہے کہ خدا کی محبت میں ایسا گزارا اور محو ہو کہ اسکا اپنا کچھ بھی نہ رہے۔ سب خدا کا ہو جائے وہ کھانے اور سونے
 وغیرہ طبعی امور میں دوسرے حیوانات کو اپنا شریک غالب رکھتا ہے صنعت کاری میں بعض حیوانات اس سے بہت بڑھے
 ہوئے ہیں بلکہ شہد کی کھیاں بھی ہر ایک پھول کا عطر لگا کر ایسا شہنشاہ پیداکرتی ہیں کہ اب تک اس صنعت میں انسان کو
 کامیابی نہیں ہوئی پس ظاہر ہے کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے لہذا اس کی زندگی کا اصل مدعا یہی ہے
 کہ خدا کی طرف اسکے دل کی کھڑکی کھلے۔ ان اگر یہ سوال ہو کہ یہ مدعا کیونکر اور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے اور کن وسائل سے
 اس کو پا سکتا ہے پس واضح ہو کہ سب بڑا وسیلہ جو اس مدعا کے پانے کے لئے شرط ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ صبر پر پہچانا
 جائے اور سچے خدا پر ایمان لایا جائے کیونکہ اگر پہلا قدم ہی غلط ہے اور کوئی شخص مثلاً کسی پرند یا چرند یا عناصر یا انسان کے
 بچہ کو خدا سمجھ بیٹھا ہے تو پھر دوسرے قدموں میں اسکے راہ راست پر چلنے کی کیا امید ہے سچا خدا اسکے ڈھونڈنے والو کو مدد
 دے گا۔ مگر مردہ مردہ کیونکر مدد دے سکتا ہے اس میں اللہ جل جلالہ نے خوب تشریح فرمائی ہے اور وہ یہ ہے۔ بلکہ دعوات
 الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون لھم شی الا کبا سطا کیفہ الماء
 کیلین فاما وما ہو بالعدو ما دعاء الکفرین الا فی ضلال + یعنی دعا کرنے کے لائق ہی نہیں

جو ہر ایک بات پر قادر ہے اور جو لوگ اس کے سوا اور وں کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی ان کو جانتے نہیں۔ دیکھتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے کہ اسے پانی میرے ہاتھ میں آجائے تو کیا وہ اس کے ہاتھ میں آجائے یا نہیں؟ سو جو لوگ کچھ خدا سے بیخبر ہیں ان کی تمام دعائیں بطل ہیں۔ دوسرا وسیلہ خدا کے لئے اس حسن و جمال پر اطمینان پانا ہے جو باعتبار کمال تام کے اس میں پایا جاتا ہے کیونکہ حسن ایک ایسی چیز ہے جو بالکل دل اس کی طرف کھینچتا ہے اور اس کے مشاہد سے طبعاً محبت پیدا ہوتی ہے تو حسن ذات باری تعالیٰ اس کی وحدانیت اور اس کی عظمت اور بزرگی اور صفات ہیں۔

جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا ہے: **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ**

كُفْوَ أَحَدٌ یعنی خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں سب اس کے ہاتھ میں ذرہ ذرہ اس کے

زنگ پاتا ہے وہ کل چیزوں کے لئے مبدع و مخترع ہے اور آپ کسی سے فیض نہیں دے گا کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا

کہ اس کا کوئی ہم ذات نہیں قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کر کے اور اس کی عظمت دکھانے کے لئے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو

خدا دلوں کا مرغوب ہے نہ کہ مردہ اور نہ زراور کم رحم اور کم قدرت ہے۔

تیسرا وسیلہ جو مقصود حقیقی تک پہنچنے کے لئے دوسرے درجے کا زینہ ہے خدا تعالیٰ کے احسان پر اطلاع پانا ہے۔

کیونکہ محبت کی محرک دو ہی چیزیں ہیں جن یا احسان اور خدا تعالیٰ کی احسانی صفات کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں پایا جاتا ہے

جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ** کیونکہ ظاہر ہے کہ احسان

کامل اس میں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو محض نابود سے پیدا کرے اور پھر ہمیشہ اس کی ربوبیت ان کے شامل حال ہو اور

وہی ہر ایک چیز کا آپ سزا دہ۔ اور پھر اس کی تمام قسم کی رحمتیں اس کے بندوں کیلئے ظہور میں آتی ہوں اور اس کا احسان

بے انتہا ہو جس کا کوئی شمار نہ کر سکے۔ سو ایسے احسانوں کو خدا تعالیٰ نے بار بار بتلایا ہے جیسا کہ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَأَن تَعْلَمَ وَاعْتَمِدَ اللَّهُ لَا تَخْصُوهُ یعنی اگر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو گنتا چاہے تو ہرگز نہیں گن سکو گے۔

چوتھا وسیلہ خدا تعالیٰ نے اصل مقصود کے پانچے لئے دعا کو ٹھہرایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **وَعُوذُ بِكَ**

لَكَ یعنی تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور بار بار دعا کیلئے رغبت دلائی ہے انسان اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کو خدا

کی طاقت سے پاوے۔

پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانچے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کے

ذریعہ سے اور اپنی طاقت کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کے ذریعہ سے اور

اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا جس کے ذریعہ سے اس کو دھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

والفسک وھما رخصہ ینفقون والذین جاھدوا فینا لنمدھنھما سبلنا +
 یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفوس کو معاذ کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ
 ہم نے عقل اور علم اور فہم اور سنہر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگا دو۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے
 کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ میں دکھا دیا کرتے ہیں +
 چھٹا وسیلہ اصل مقصود کو پانچ کے لئے استقامت کو بیان فرمایا گیا ہے یعنی اس راہ میں دراندہ اور عاجز نہ ہو
 اور شک نہ جائے اور امتحان سے ڈرنے جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **الذین قالوا لیلنا اللہ ثم استقاموا**
تنزل علیہم الملائکۃ الا ان تخافوا ۴۴ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل
 خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلاؤں کے وقت ثابت قدم رہے ان پر فرشتے
 اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت ٹھیکیں ہوا و خوش ہو۔ اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا
 تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں اس جگہ ان کلمات سے اشارہ
 فرمایا کہ استقامت کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت
 یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں۔ اور
 کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو
 بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اس وقت تاہم وہی نہ دکھلا دیں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری
 کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخصت نہ ڈالیں۔ دولت پر خوش ہو جائیں موت پر راضی
 ہو جائیں اور ثابت قدمی کیلئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب
 ہوں کہ وقت تازہ نہ آوے اور باوجود سراسیمگی اور کفر و ہونیکے اور کسی تلی کے نہ پانچکے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہر چاہا
 باؤ کہ گردن کو آگے رکھ دیں اور قضا و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلا دیں جیتک کہ
 آزمائش کا حق پورا ہو جائے یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور صدیقوں
 اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس دعائیں اشارہ فرماتا ہے **مراھدنا**
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی اے خدا ہمیں استقامت کی راہ دکھلا دی راہ
 جس پر تمام انعام اکرام مرتب ہوئے اور تو راضی ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف اس دوسری آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ رہنا
 افرغ علینا صبرا ونوفنا مسلمین اے خدا اس مصیبت میں ہمارے دلیر و سکینت نازل کر

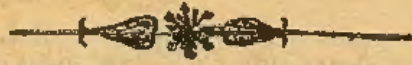
ولا تخفوا وانشربوا لجنۃ التی تم تعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ۔

جس سے صبر آجائے اور ایسا کر کہ ہماری موت اسلام پہنچے۔ جاننا چاہیے کہ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں خدا کا اپنے پیار سے بندوں کے دل پر ایک نور آتا ہے جس سے وہ قوت پا کر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں اور صلاحات ایمانی سے ان زنجیروں کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کی راہ میں ان کے پیروں میں پھین جیب با خدا آدمی پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور موت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے رب کریم سے خواہ مخواہ کا جھگڑا شروع نہیں کرتا کہ مجھے ان بلاؤں سے بچا کیونکہ اس وقت عافیت کی دعائیں اصرار کرنا خدا تعالیٰ سے لڑائی اور سوا وقت تاس کے مخالف ہے بلکہ سچا محب بلا کے اترنے سے اور آگے قدم رکھتا ہے اور ایسے وقت میں جان کو ناجیز سمجھ کر اور جان کی نجات کو الوداع کہہ کر اپنے مولے کی مرضی کا بکلی تابع ہو جاتا ہے اور اس کی رضا چاہتا ہے اسی کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا** یعنی خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت خاص کے مورد ہیں غرض وہ استقامت جس سے خدا ملتا ہے اس کی ہی روح ہے جو بیان کی گئی جس کو سمجھنا ہو سمجھے۔

ساتواں وسیلہ اصل مقصود کے پائیکے لئے راستہ بازوں کی صحبت اور ان کے کامل نمونوں کو دیکھنا ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ انبیاء کی ضرورتوں میں سے ایک یہ بھی ضرورت ہے کہ انسان طبعاً کامل نمونہ کا محتاج ہے اور کامل نمونہ شوق کو زیادہ کرتا ہے اور ہمت کو بڑھاتا ہے اور جو نمونہ کلیر و نہین وہ سست ہوتا ہے اور بہک جاتا ہے اسی کی طرف اللہ عزوجل اشارت میں اشارہ فرماتا ہے **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا** کو نواع الصلواتین صراط الذین انعمت علیہم یعنی تم ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو راستہ باز ہیں ان لوگوں کی راہ میں سیکھو خیر سے پہلے فضل ہو چکا ہے۔

آٹھواں وسیلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک کشف اور پاک الہام اور پاک خواہش میں چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سفر کرنا ایک نہایت دقیق و در دقیق راہ ہے اور اس کے ساتھ طح طرح کے مصائب اور دکھ لگے ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ انسان اس نا دیدہ راہ میں بھول جائے یا نا امید طاری ہو اور آگے قدم بڑھانا چھوڑ دے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی رحمت چاہا کہ اپنی طرف سے اس سفر میں ساتھ ساتھ اسکو تسلی دیتی رہے اور اسکی دلہری کرتی رہے اور اس کی کمرہمت کو باندھتی رہے اور اس کے شوق کو زیادہ کرے۔ سو اس کی سنت اس راہ کے مسافروں کے ساتھ اس طرح واقع ہو کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی کلام اور الہام سے انکو تسلی دیتا اور اپنے ظاہر کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تب وہ قوت پا کر بڑے زور سے اس سفر کو طے کرتے ہیں چنانچہ اس بار میں وہ فرماتا ہے **لَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** اسی طرح اور بھی کئی وسایل ہیں جو قرآن شریف میں بیان فرمائے ہیں مگر انھوں نے اندیشہ طول کی وجہ سے انکو بیان نہیں کر سکتے۔

مسٹرواخ اور ریویو آف ریلیجز



سیالکوٹ سکاچ مشن ہوس سے پاوری واخ صاحب ہین غیظ و غضب کی حالت میں ایک خط تحریر فرماتے ہیں۔ ان کا اعتراض ہے کہ ماہ اپریل کے پرچہ میں بعض باتیں عیسائیت کے بارے میں غلط لکھی گئی ہیں جتنا پتہ قرض صاحب ایسی غلطیوں کی فہرست دینے کے بعد یوں رقمطراز ہیں کہ ”پورا ایک ایسے شخص کی قلم سے لکھے ہیں جو عیسائیت کے حالات لکھنے کے قابل نہیں اور بہتر ہو گا کہ ان کی تردید مع ایک معذرت نامہ کے بہت جلد شائع کر دی جائے۔“

یہ پاوری صاحب نے بڑی مہربانی سے اپنا ایک مطبوعہ کچھ الوہیت مسیح پر ہمیں بھیجا ہے جو حسب معمول ابن مریم کی مفروضہ الوہیت کے تائیدی دلائل پیش کرنے سے تاخیر مثل بائبل عاجز و خاموش ہے۔ تردید و معافی کی درخواست پر ہمیں مسٹرواخ کو یہ سخت یابوس کر دیا جواب دینا پڑ گیا کہ ان کی یہ خواہش جلد بازی پر مبنی ہونیکے باعث ہماری قبولیت و اتفاق سے دور چاڑھی ہے اگر وہ ذرا غور سے ہمارے میگزین کو پڑھتے تو انہیں باسانی پتہ لگتا کہ ہمارا مدعا ان الزامات کا حوالہ دینے سے جو یسوع کے دشمنوں اور دیگر بے نقص نکتہ چینوں نے یسوع کی ذات کی طرف منسوب کئے ہیں کیا تھا۔

ذیل میں ہم مسٹرواخ کی پیش کردہ غلطیوں کی فہرست درج کرتے ہیں:۔

صفحہ ۱۵۰: یسوع شراب پیئے کا حامی تھا اور اسے ایسا برائونہ قائم کیا جس سے عیسائی اقوام میں شراب پیئے کا رواج حد سے زیادہ ہو گیا۔ (اردو میگزین صفحہ ۱۶۱)

”صفحہ ۱۵۶: یسوع نے اپنے تمام شاگردوں کو خسی ہونے کی ترغیب دی۔“ (اردو صفحہ ۱۶۶)

”صفحہ ۱۵۷: خدا پیدا ہوا خدا نے بچہ دیا۔“ (اردو صفحہ ۱۶۶-۱۶۸)

”صفحہ ۱۵۷: خدا بجز اس کے پورا خدا نہیں ہو سکتا جیٹک کہ روح القدس اس سے شامل ہوا اور نیز

یسوع ابن مریم شامل نہ ہوا اور جب یہ تینوں لکھے ہو جائینگے تب انکو کہا جائے گا کہ یہ ایک خدا ہے ورنہ نہیں۔“

(اردو میگزین صفحہ ۱۶۸)

”صفحہ ۱۵۹: لا محمد و خدا کی جسمانی موت۔“

”صفحہ ۱۶۱: اسی وعظ میں ہم پڑھتے ہیں کہ انکے کی نظر شہوت سارا بدن جن میں ڈالایا گیا۔“ (اردو صفحہ ۱۶۱)

پیشتر میں کہ ہم ان بیانات اور سٹوراج کے ان سحر انگاری ہونے پر کچھ تحریر کریں ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مواقع کا ذکر کیا جائے جنکے متعلق ہم نے مذکورہ بالا امور اپنے پرچہ میں پیش کیے تھے صفحہ ۱۵۱ میں تو وضیحاً ہم نے لکھا تھا کہ:-

وہ یاد رکھیں کہ اس غیر مذہب اور گندے طریق میں پڑ کر انکو کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور نہ یہ شرفیون اور نیک فطرت انسانوں کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے ان مقدس نبیوں کو گالیان دین اور ان کا نام فاسق اور فاجر رکھیں جنکو اس فادہ حقیقی نے کر ڈرنا مخلوقات کے پیشو اٹھ کر جہاں و جلال کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ عجب یاد رکھو کہ تم دو سرے نبیوں کو بد کہہ کر مریم کے بیٹے کو نیک نہیں بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم میں ہیں جب وجود واحد میں سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسی عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا یا لگایا گیا ان مست کرو کہ دو سرے نبیوں کو عیبنا کہ ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اسکے پاک نبیوں کے بیٹے ہے وہ تمہیں دکھائے گی کہ یسوع کے مرنے والوں نے سب سے زیادہ اسکے عیب دکھائے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی والدہ کی عزت پر حملہ کر کے یسوع کی ولادت کو بھی عیبناک صورت میں دکھلایا ہے۔

بعد ازاں صفحہ ۱۶۰ میں ہم نے لکھا تھا کہ عیسائیوں نے جو کچھ ہمارے نبی صلیب علیہ السلام کی نسبت نکتہ چینی کی ہے وہ اس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کرتے ہیں کوئی ایسا الزام جو تقویٰ اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور میں نہیں آ سکتا جو یہود نے حضرت مسیح اور ان کی ماں اور ان کے حواریوں پر نہیں لگایا۔

یہودیوں کے چند الزامات پر غور کرینگے بعد ہم نے اعلیٰ عیسائی محققین کے بڑے مضبوط اعتراضات کا حوالہ دیا تھا جو اپنے اعتراضات کے جوابات نہ پا کر آخر کار مجبوراً اسٹاوا و اس کی تعلیم دونوں سے منکر ہو گئے چنانچہ ان کے بعض اعتراضات جو انہوں نے یسوع کے چاچلن اور اس کی تعلیم پر کہیں ہم صفحہ ۱۶۱ و دیگر صفحات میں لکھ چکے ہیں۔

اول الذکر کے بیان میں ہم نے کہا تھا کہ:-

لیکن مسیح سے دونوں گت خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہیں۔ وہ اخیر غریک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تھا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتوں کی اس کٹ پاش آمد رفت تھی وہ بعض

یہودیوں نے ان باتوں کو غلط سمجھا تھا اور ان کو اس سے منکر ہو گئے تھے۔ یہودیوں نے ان باتوں کو غلط سمجھا تھا اور ان کو اس سے منکر ہو گئے تھے۔

یہودیوں نے ان باتوں کو غلط سمجھا تھا اور ان کو اس سے منکر ہو گئے تھے۔ یہودیوں نے ان باتوں کو غلط سمجھا تھا اور ان کو اس سے منکر ہو گئے تھے۔

ناکردہ گناہ لوگوں کی نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا اور اس نے شراب کو عشاء و رات یعنی ایک مذہبی رسم میں داخل کر کے عیسائی مذہب میں ہمیشہ کے لیے برائے نام قائم کیا جس کا خیمہ آج تک یورپ کی قوموں کو کھینچتا ہے یعنی شراب کا رواج حد سے زیادہ ہو گیا پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ گناہ سے معصوم تھا اور گناہگار نہ تھا۔

جو بیانات ہم نے یہاں نقل کئے ہیں ان میں سے صرف بعض کا انکار مسطورا خ نے کیا ہے جیسا کہ اسکے اعتراض نمبر ۱ سے ظاہر ہے جس سے ہم نہایت آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان بیانات کا کافی حصہ جیسے مسطورا خ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اسکے نزدیک بالکل صحیح ہے۔ اگر یہ حال ہے تو ہمارے خیال میں برائی کا دھبہ یسوع کی شہرت پر ویسے کا ویسا ہی موجود ہے اور مسطورا خ نے بحیثیت واعظ انجیلی یسوع اپنا فرض ادا کرنے میں خاک بھی کامیابی حاصل نہیں کی کیونکہ جو شخص اخیر تک شراب پیتا ہے اور بدکار عورتوں اور گناہگاروں اور شرابیوں کی نہ صرف اسکے پاس آمد و رفت ہو بلکہ ایک گہرا میل جول ہو وہ کسی قوم کا رہبر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا نمونہ قابل تقلید ہو سکتا ہے باقی ماندہ بیانات جو مسطورا خ کی نظر میں قابل اعتراض ہیں وہ بھی اسی رنگ میں لکھے گئے تھے۔

مثلاً صفحہ ۱۷ میں ہم نے لکھا تھا کہ عیسائی قوم کے نکتہ چینیوں نے جیسا کہ مسیح کو اعمال کی رو سے غیر معصوم اور گناہگار ٹھہرانے کیلئے بہت کوشش کی ہے اور ایک بڑا ذخیرہ معائب کا اس کی نسبت تیار کیا ہے۔ ایسا ہی اس امر کا بھی ثبوت دیا ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے بھی معصوم نہیں تھا اور اس کی تعلیم خطا سے پاک نہیں مثلاً اس نے اپنے تمام شاگردوں کو خاصی ہونے کی ترغیب دی اور اس حکم کی تعمیل اسکے بعض پہلے نیک شاگردوں نے کر کے بھی دکھا دی اب اس جگہ پر بھی بیان کے ایک حصہ پر یعنی جو یسوع کے اپنے شاگردوں کو خاصی ہونے کی تعلیم دینے کے متعلق ہے پادری داخ کو اعتراض سوجھا ہے لیکن دوسرے حصہ کو جہاں لکھا ہے کہ عیسائیت کے ابتدائی زمانہ میں بعض یسوع کے نقش قدم پر چلنے والے بزرگ عیسائیوں نے اس تعلیم کو عملی طور پر بھی کر دکھایا پادری صاحب چپکے سے ہضم کر گئے ہیں۔ شاید پادری صاحب کے اپنے مذہبی بزرگوں میں سے کسی کا قصہ یاد آگیا ہو گا جس نے ایسی نامعقول حرکت کی ہو۔

ہم نے یہ طویل عبارات اس واسطے نقل کی ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا مدعا ان اعتراضات کا رد دینے سے کیا تھا جو خود عیسائی دنیا نے یسوع کے چال چلن اور تعلیم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ہم نے

یہ طریق اس لیے اختیار نہیں کیا تھا کہ خود باندہ حضرت عیسیٰ کو ایک برا آدمی ثابت کیا جائے کیونکہ ہم اس کو خدا کا ایک راستہ از رسول سمجھتے ہیں اور اس کی نسبت جس نطن رکھتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں ایک نیک آدمی تھا جو قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے مبعوث کیا گیا تھا۔ ہمارا مطلب صرف عیسائی مشنریوں کو شرم دلانا اور ان کے ان شرمناک حملوں کی اصلیت ظاہر کرنا تھا جو وہ خدا کے پاک مرسلین کے چال چلن پر کرتے ہیں اور پھر ساتھ اسکے یہودی طور پر یسوع کو طرہا کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر انہیں اصولوں کے لحاظ سے جسے وہ خود دیکر انبیاء علیہم السلام پر حاکم تھے یسوع کا امتحان کیا جائے تو وہ دیگر انبیاء سے زیادہ سیاہ کرانظر آئیگا۔ ہزاروں کتابیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں شائع کی گئیں اور انکو سخت سے سخت گالیوں لکھی گئیں تاہم مسطورہ اور اسکے دیگر ہمیشہ اصحاب کو بھی یہ خیال نہ گذرا کہ مسلمانوں کو جو دکھ اس طرح پر دیا جا رہا ہے یہ بھی کسی معافی کا مقتضی ہے لیکن اگر یسوع کی نسبت کچھ کہا جائے تو یسوع کا گدہ غصہ میں بھر کر اسکی تردید و معافی کا طالب ہوتا ہے۔ انکو چاہیے کہ پہلے ان دشنام دہیوں کی تردید کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مین کی گئی ہیں اور مسلمانوں سے معافی مانگیں اسکے بعد ہمیں ضرورت نہوگی کہ یسوع پر ان الزامات کا حوالہ دیں جو رزمہ لٹن اور دیگر مسیحی بلاد کے لکھی کو چون مین شائع کئے جاتے ہیں۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں کہ ہر پیغمبر کی زندگی کے حالات ایسے ہیں جنکے مطالعہ سے اندھے نکتہ چینیوں اور حرفہ گروں کو اس کی پاکیزگی پر حملہ کرنا موقع ملے لیکن ہم عیسائی مشنریوں کے دلپر یہ سچائی نقش کر دینا چاہتے ہیں کہ یسوع کی زندگی میں ایسے پہلو بکثرت ہیں جن کی بنا پر بے رعایت محققین نے اسے ملزم گردانا ہے۔ اس امر کے اظہار کے لئے ہم نے ان الزامات کا حوالہ دیا تھا جو یسوع کے حق میں ایسے شخصوں نے لگائے ہیں جو کسی زمانہ میں اسکے پیرو تھے اور جنہوں نے اسی بنا پر جماعت بعد جماعت اس مذہب کو الوداع کہی ہے۔

یہ تو جسے اصلیت کا اظہار کیا ہے اور اگر ہماری پوچھ تو ہمارے خیال میں جو اعتراضات مسطورہ کو غلط نظر آئے ہیں انکی صحت پر شکل حرف زنی کیجا سکتی ہے وہ سب کے سب ٹھہرنا ہے اور مسیحی تعلیم کے اصولوں پر مبنی ہیں مثلاً ہم نے لکھا تھا کہ یسوع آخر عمر تک شراب پیتا رہا اب اس میں کیا غلطی ہے۔ عیسائی ہفتہ وار اخبار سیفینی نے اپنے پیرچہ مطبوعہ ۲۷- اپریل ۱۹۱۷ء میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ یسوع گوشت کھاتا اور مے بھی پیتا تھا۔

اب ہم بائبل کی شہادت پر غور کرتے ہیں۔ نجل متی ۱۱ باب کی ۱۹ و ۱۰ آیات میں لکھا ہے کہ یسوع کو خدا کھانا پیتا نہیں۔ ابن آدم کھانا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھ کیا کھاؤ اور شرابی اور محمول لینے والوں اور گمراہوں کا بار اور نجل لوقا کے ۱۱ باب کی ۳ و ۴ آیات میں لکھا ہے کہ یسوع نے کھانا پیتا اور شراب پیتا تھا۔

این آدم آیا جو کھاتا پیتا ہی اور تم کہتے ہو کہ دیکھو ایک بڑا کھاؤ اور مٹھو اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست۔ ان آیات میں یسوع نے صاف صاف اپنی شرابخواری کا اقرار کیا ہے اور نیز ان لوگوں کی شہادت کا بھی ذکر کر دیا جو ظاہر اکثریت میں نوشی کے باعث اسکو شرابی کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ سمو قہیر کہنا کہ ان اگرچہ یسوع شراب پیا کرتا تھا لیکن اسکا پینا اعتدال کی حد تک تھا محض ایک دعوے سے دلیل ہے۔ تاہم ان کے الفاظ اس کے مقابلہ دعوے کے موید ہیں۔ یہودیوں نے اسے می خواہ یعنی شرابی کہا لیکن اس نے بجائے اپنی بریت ظاہر کر کے لازم ہو نہا پسند کیا اور بجائے اپنا اعتدال جتانے کے خود اپنی شرابخواری کی تصدیق کی۔ نیز ساری دنیا کا تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ اکثر شرابی حد اعتدال سے گزر جاتے ہیں اور خواہ وہ سوچ سمجھ قدم رکھیں تو بھی یقیناً اکثریت میں شرابی کے گڑھے کے کنارے تک پہنچتے ہوئے ہوتے ہیں، اگر پادری داخ صاحب اسکو ہمارے اس دعوے کا کافی ثبوت نہیں ماننے کیسوع شراب پیے کا حامی تھا تو ہم نکلیسوع کے سب سے پہلے معجزہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

یہ معجزہ قانا گالیس کی ایک شادی میں کیا گیا اور یوحنا کی انجیل کے دوسرے بیان میں یہ واقع مندرج ہے معلوم ہوتا ہے کہ دلہانے براتیوں کے لئے شراب کافی مہیا کی تھی لیکن جب ذخیرہ ختم ہو گیا تو مخمور جماعت نے اور شراب کیلئے شور مچایا یسوع نے جو جمع اپنے شاگردوں کے اس جماعت میں شامل تھا اس موقع کو غنیمت جاکر پانی کے چھ مشکون (کل ۱۲ گیلن) کی اعلیٰ شراب بنا ڈالی اور اس طریقہ سے تمام براتیوں کو بذات خود شراب بنا کر مخمور کیا جب یسوع کی نو ساختہ شراب مجلس کے سردار کے سامنے لائی گئی تو اس نے دلہا کو دیا اور اسے کہا کہ ہر شخص پہلے چھی مے خرپر کرتا ہے اور ناقص سو وقت تک کہ جب پیکے چھکے پر تو نے چھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے۔ میرے مجلس کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ لوگ پیشتر بھی مخمور تھے جبکہ یسوع نے بڑی فیاضی سے ۱۲ گیلن شراب جو اکیلی تمام جماعت کے مخمور کرنے کے لئے کافی تھی اور ان کے لئے مہیا کر دی۔ مشر و ارح سوچ کر جواب لے لیا یہ کام اس شخص کا نہیں جو شراب پینے کا حامی ہے ہم نے اپنے خیال میں مناسب کتنی چھنی سے بڑھ کر قدم نہیں مارا جب ہم نے یسوع کو شراب پینے کا حامی ٹھہرایا۔ عیسائیوں کی خاص مہمی رسم عشاء کے پانی میں شراب کے داخل کر نیسے سچی جماعت کے اخلاق کو ہمیشہ کیلئے نقصان پہنچا ہے۔ ایک طرف تو ان کے قابل تقلید استاد یسوع کا نمونہ اور عمل درآمد ہے اور دوسری طرف اسے شراب کے عشاء کے بانی کا جز بنانے کی صحیح تعلیم دی۔ پس انہیں وجوہات کے سبب ہم نے لکھا تھا کہ عیسائی اقوام میں کثرت شراب خوری کا رواج حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اگر ایسا بھی مسطور ارح اسے غلط سمجھے تو وہ براہ مہربانی ہمارے سامنے ایسے وجوہات پیش کرے جسے عیسائی اقوام کی شرابخواری بن گئی جیسا کہ بڑے بڑے عیسائی خود تسلیم کرتے ہیں۔ مشر و ارح کا دوسرا اعتراض ہمارے اس بیان پر ہے کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کی تعلیم دی۔ ہم پادری صاحب سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ انجیلی سطا لہ کو ذرا زیادہ وقت دیا کریں اور اس موقع پر

پڑھین چہاں لکھا ہے کہ اگر تیری داہنی آنکھ تیرے ٹھوکر کھا لیا باعث ہو تو اسے نکال دے اور اپنے پاس سے پھینک دے۔ یا اگر تیرا دھنا تھ تیرے لئے ٹھوکر کھا لیا باعث ہو تو اسے کاٹ ڈال اور اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے انگوٹھین سے ایک کانہ رہنا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تیرا سار بدن جہنم میں ڈالا جائے۔ (کومتی ۵ باب ۲۹ و ۳۰ آیات)۔

ان اعضا کے جو انسان کی ٹھوکر کا باعث ہو سکتے ہیں کاٹ ڈالنے کا یہ حکم ٹھیک زنا سے منع کرنے کے بعد دیا گیا ہے اور پھر اس سے آگے اور بھی صاف الفاظ میں یہ کہا گیا ہے: "کیونکہ بعضے جو جہنم میں جو ان کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوئے اور بعضے جو جہنم میں لوگوں نے جو بنایا اور بعضے جو جہنم میں جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کیلئے اپنے آپ کو جو بنایا اور انہیں متی ۱۹ باب ۱۲ آیت) نیز مشرورخ کو معلوم ہو کہ بعض پہلے مشہور مسیحیوں نے ان احکام کے صریح و صاف معنی کی تعمیل بھی کر دی تیسرا اعتراض مشرورخ کا اس فقرہ پر ہے جو ہم نے لکھا تھا کہ عیسائیوں کے اصول کے بموجب خدا پیدا ہوا اور خدا نے پیدا کیا مگر عیسائی تعلیم سلیس الفاظ میں ادیکھا شکے باعث مشرورخ کو خوفناک کفر کی صورت میں نظر آئے تو ہمارا اس میں کیا قصور ہو سکتا ہے کیونکہ اس قسم کی تعلیم دینے والی کتاب کو مرد و ندین سمجھا جاتا ہے مشرورخ کو چاہیے کہ کم سے کم ذیل کی آیات اپنی بائبل سے سناویں خواہ انکے اور بھائی اس تجویز کو پسند کریں یا نہ کریں: (۱) تو میرا بیٹا ہے۔ آج ہی تو مجھ سے پیدا ہوا (زبور ۱۲۹)

(۲) اکلوا خدا سے پیدا ہوا ہوا بیٹا جو خدا کی گود میں ہے (یوحنا ۱) (۳) کیونکہ خدا نے جہاں کو ایسا پایا کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا اپنے سے پیدا ہوا ہوا بیٹا بخشایا (۴) چنانچہ وہ کنیزوں میں لکھا ہے کہ تو میرا بیٹا ہے آج ہی تو مجھ سے پیدا ہوا (ماتی ۱۳) (۵) کیونکہ اس نے فرشتوں میں سے کس کو بھی کہا کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج ہی تیرا باپ ہوا (مکریانیون ۱۶) اور کلام یہ تو ظاہر ہے کہ آج کے دن سے ازلیت مراد نہیں تا عیسائی یہ کہہ چکے ہیں چھوٹے الین کہ چونکہ یسوع خدا کا ادلی بیٹا ہے اور

یہ ایک ازلی راز ہے جو انسان کی سمجھ سے باہر ہے جس موقع پر نیا عہد نامہ کہتا ہے کہ خدا کے بچے پیدا ہو جو خود خدا تھا تو پادری واضح ان الفاظ کے معانی سمجھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے لیکن جب یہ دکھایا جاتا ہے کہ اگر ان الفاظ کو تو ریت کے دیگر اصطلاحات کی طرح استعارے کے رنگ میں لیا جاوے تو ان کا صاف اور سیدھا مفہوم انسانی طریق تولید کا ایک طریقہ ٹھہرتا ہے اور اگر استعارے کے رنگ میں لیا جاوے تو یسوع کی خدائی کو جواب ملتا ہے تو پادری صاحبان کے نزدیک یہ کلام سخت کفر ہو جاتا ہے جس کے لئے انجیل کے واضع واضح و مضبوط بھوکہ میں ٹاٹا اور را کہ میں بھٹا کر تو بکرانے پر

آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پادری واضح کو یہ بھی خیال رہے کہ ان کے عقیدہ کے رو سے میریم کو روح القدس کو ذریعہ جو وہ بھی خدا ہی حمل ہوا تھا۔ یہ عجیب القال خود اس امر پر شاہد ہے کہ عیسائی عقیدہ کے بموجب ولد نے ضرور اس کارکن والد یعنی خدا کی فطرت سے کچھ حصہ لیا تھا۔ اگرچہ یسوع جو میریم کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا ایک معمولی انسان تھا تو کنواری کو حاملہ کرنے کے لئے روح القدس

۱۰۱
اسی طرح پادری صاحب کا کہنا ہے کہ یہ نہیں

سنے درمیان میں کیوں نہ لیا گیا پادری صاحب اس بات کو کفر نہیں سمجھتے کہ خدا جو حمل بنے کیلئے ایک کنوارے کی پائل سے لے کر
ہم نے عیسائیوں کی اعتراضی تخلیق کا ذکر بھی کیا تھا اس میں نقص صرف یہ تھا کہ ہم نے اس معالجہ صاف اور سیدھے الفاظ میں بیان
کیا تھا جو پادری صاحب کو مقدس راز کی تعریف کے رنگ میں نظر آئے لیکن پادری صاحب کو یاد رہے کہ یہ عیسائی اصول کی
ہی پیروی ہے جو قابل الزام ٹھہرتی ہو بیان کرتے ہوئے بے قصور ہیں اگر سکے خیال میں ہم نے اصول تثلیث کو خوف کے پیش
تو وہ براہ مہربانی مقبولیت کے عین یہ اصول سمجھا دے اور اس طرح اپنے آپ کو عیسائی علم الہیات میں سب سے بڑا فاضل ثابت کر دکھائے
کیونکہ جس کے یہ اعتراض دنیا میں رائج ہیں۔ اس تاریخ سے لیکر آج تک یہ تعلیم پشت پر پشت ایک ایسی راز کی صورتیں چلی آئی ہیں جن میں خلوص
انسانی عقل سے باہر اور کفر خیال کیا گیا ہے کیونکہ انسانی رگ ریشہ تصویر ہی نہیں کر سکتا کہ کس جمع کو قاعدہ $1+1+1=1$ ہو سکتا ہے۔
اس کے بعد پادری صاحب ہمارے اس فقرہ یعنی اللہ واحد خدا کی جہانی موت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عیسائی مذہب کا
سچا نقشہ پیش نہیں کیا گیا یہ کیسا قابل فہم ہے امر یہ کہ ایسے لوگ جو اپنے مذہب کے اصولوں سے خود ایسے ناواقف ہوں دو سو گنا اس
تبلیغ کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ عیسائیت کی یہ ایک مسلم تعلیم ہے کہ چونکہ انسان کے گناہ لامحدود ہیں اسلئے صرف کوئی لامحدود ہی ان کا کفارہ
ہو سکتا ہے لہذا خدا کے بیٹے کی موت کی ضرورت ہو اگر انسان ایسے مرتے تو کفارہ کیونکر ہو اگر کوئی انسان کی موت دینا اگر گناہوں کا کفارہ
ہو سکتی تو ابن خدا کے جسم سے بڑی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم اس جگہ پادری صاحب کو بجا تک عہد کے اس اختصار کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو کتاب
کا نقیضین آف فیتھ عیسائی مذہب کے اصول کی مسلم کتاب میں درج ہے جو ان سلا کا دوسرا فقرہ یوں ہے۔ ”کفارے کے عہد نامے کا خلاصہ ہے
خدا نے گناہگار اور کھوئی ہوئی نسل انسانی میں سے ایک عین تعداد کو اپنی ممتا سے اپنی فضل عظیم کو صلال کی خاطر چن کر دنیا کے غار سے پھیلے کفار
بیٹے کو جو بھی مقرر ہوا تھا اس شرط پر دیا کہ اگر وہ اس طرح عزت اختیار کرے کہ انسانی ذات کو قبول کرے یعنی ایک روح اور ایک جسم کا ایک
ایسی ذات کیسے ذاتی تعلق ہو اور پھر انکی طرف سے صاف ہو کر شریعت کی ماتحتی اختیار کرے اور انکی خاطر انصاف کو پورا کر دے اور انکی نام سے
معاذ پادری اختیار کرے یہاں تک کہ صلیب کی لعنتی موت کو کٹھا دے تو وہ ان تمام لوگوں کا اور موت سے چھوڑ دینا اور نجات دینا اور پھر آگے
چلے یہ شرط خدا کے بیٹے دینا کے آقا سے پہلے قبول کر لی اور وقت کے پورا ہونے پر وہ دنیا میں آیا اور کنواری مریم کے پیٹ سے
پیدا ہوا۔ یہ مسلم عیسائی عقائد ہیں اور جو عبارت بیان نقل کی گئی ہے وہ خود پادری صاحب کے دو اعتراضات کا دندان شکن جواب ہے
دیتی ہے کہ چونکہ یہاں صاف لکھا ہے کہ خدا کا بیٹا کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا اور صلیب کی لعنتی موت مرا کیا اب بھی پادری صاحب
تشیق نہیں ہوتی کہ عیسائی اصل کے مطابق خود خدا ہی پیدا ہوا تھا اور خدا ہی لعنتی موت مرا۔ اب صرف ایک تفسیر قابل توجہ
باقی ہے جو ان مشرور نے بخیل کی اس تعلیم سے کہ آکھ کو ٹھوکر سے تمام بدن جنم میں ڈالا جائیگا صاف قانون پر پتا تہ دھڑکا انکار
کیا ہے اس کے متعلق ہم بغیر کسی زائد شرح کے بخیل متی کے پانچویں باب کی ۲۰ و ۲۹ آیات نقل کرتے ہیں:- جو کسی شہوت سے

۱۰۲
کسی عورت سے بچا گیا کہ وہ اپنے دل میں اس کو سا خوار کر لیا۔ اس سے کہہ کر پادری صاحب کا کہنا ہے کہ یہ نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library

ندوة العلماء کیطرت الکریم

ندوة العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کی طرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہنچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر میں یہ گروہ کلکتہ میں فراہم ہوگا۔ اس میں مختار ندوہ کی عرضین بھی لکھی ہیں اور ایک خط بھی آیا ہے جس میں چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام آنے والے اجلاس میں شریک ہوں میں آپ کے قابل قدر اجلاس کی مساط سے جناب ناظم معین صاحب اور ان کے ذریعہ اور تقریب سے ندوہ کے حامیوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ کا محسن القوم جریدہ میری چند سطروں کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکر گزار بنائے گا۔

ندوة العلماء ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کانفرنس یا کوئی اور ہو، افراد ہوں یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہو اور یہی گوارش اور قوم کی بستی کے احساس نے انہیں بقرار کر رکھا ہے۔ انہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں اور وہ کونسا نام لگائے جو اس سے نکلیں اور جس سے اس کا شیرازہ

واہو گیا اور سارا مانا بانا ادھر گیا ہے اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانوں پر بسکا
پیر جرم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اس کے ہاتھ آگئی تھی جس سے قدرت کے مدتوں کے دھنوں کے
تقل کھول لئے تھے اور پھر اس امر میں پاک دل سے غور کرنی چاہیے کہ آیا اس قوم کے درستی و فلاح
میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کارآمد ہے ؟

مسلمان ایک قوم ہیں جن کے لئے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ براہ سہمی قبیلہ کو پوپائیت
اس کے لئے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کارروائیاں کیں ایک کنکریٹے بیانات
میں جہاں مختلف رنگوں کے پتھر تھے اس نے بڑی صاف اور سیدھی طرح بنائیکا ارادہ کیا تیرہ
برس تک اسے مختلف روکوں کے ہٹانے میں لگے ان جلیل القدر رزولیوشنوں کو غور سے پڑھو جو مکی
اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوئے کسی میں یہ ہے کہ آلہ باطلہ اٹھا دیئے جائیں یہ انسانی ترقی کی
راہ میں روک ہیں اور پیش ہو کر طلاء علی کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پیش ہو جو تمام محامد
عالیہ اور اسماء حسنی کی صلح اور تمام نقائص اور زوایل اور عیوب سے پاک ہو تمام تعلقات سے بڑھ کر اس کے
تعلق پیدا کیا جائے۔ تمام اندرونی اور بیرونی قومی اور اعضاء حیثیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اس کے
حضور میں چمکیا مٹین کسی رزولیوشن کا مفہوم ہے کہ حرام کاری سحر و انحراری۔ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی
فواحش اور بد عہدی اور غدارمی اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنے والی
چیزیں ہیں ان کا انکسار کیا جائے کسی رزولیوشن کا یہ مقصد ہے کہ انصافیت نور حق کے پانے اور سچی
فلاح اور صلاح کے حاصل کیے نہین خطرناک روک ہو اس کا مسئلہ لفظاً ہونے کا اور اس کا کفارہ اور
مثلیت ایسے ہولناک اور خبیثہ مفاسد ہیں کہ آسمان اس سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے۔
اور پہاڑ چورچو رہو کر گر پڑیں اور اس کی تعلیم اور اس کے نتائج تمام مہیوں کی تعلیم اور ساری ساری
بازیوں کی بہترین ہیں اس نخل سے راہ صاف کی جائے کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا اللہ
سے کلام نہیں کرتا اور اس پر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ تسلی بخشے والا کلام نہیں آتا تاوانسان
کی روح میں اپنی وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی کبھی ایسی عادت نہیں رکھتا کہ اس کے آگے منہ

سے نقاب اٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے
 بیچ اپنی مادی تلاش اور محدود قوے سے گریڈ گریڈ کر مصنوعات میں سے آخر صانع کا کھوج لگالیتا
 ہے۔ غرض بڑے زور سے یہ رزولوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہمنہ کی بیخ کنی کی جائے
 اور کہیں بڑی قوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے
 اس لئے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور متبعین کی وہی راہ ہے۔ اسی پر اسماعیل اسحاق
 یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے۔ غرض قوم بننے
 کے لئے اور اس راہ کی روکون کو دور کرنے کے لئے یہ تدبیریں ہیں جو اس جہان کی نین کو اکھٹا کر
 پریزیڈنٹ کو بھین اور بنی آدم کی سچے خیر خواہ اور کامل مصلح محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذریعہ عمل میں آئیں۔
 تیسرے برس تک تو بظاہر یہ رزولوشن تھیوریوں کے رنگ اور وزن میں تھے مگر آگے چلکر
 ایک اور میدان (مدینہ طیبہ) میں ان پر عملدرآمد شروع ہوا باطل معبودوں اور ماتھون کی
 کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی
 اور اصلاح کے موجدوں اور راستبازوں کے ماصرون کی جانی دشمن تھی تباہ کردی گئی اور اصلاح
 ترقی کی نئی بنائی ہوئی ملکیت کے آس پاس سے اس کے منحوس وجود کے خار و خس کو صاف کر دیا
 گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیوں اور فلاح کے چستے
 بن سکے یہ کیا گیا کہ بیت المقد کو تمام ناراستیوں اور بطلانوں کے ریپر پریزیڈنٹ (مظاہر و مجالی) سے جو
 اگر چہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونے والے جھوٹے مذہبوں اور
 مشربوں اور سکولوں اور تھیوریوں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا گیا۔

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں اور انسانی فطرتوں کے تیار کرنے اور ایک
 بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے قابل نہیں بنانے کے لئے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں
 اسکے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اس کس پیرس اور متفرق اور مرقی قوم
 کو تہذیب اور تمدن اور میاست کے ثمرات سے بہرہ ور کیا اور ان تمام عقائد اور ایمانیات کو جو

سراسر اور بجز قلب سے تعلق رکھتے تھے علمی رنگ میں ظاہر کیا۔ پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہو گئی پھر زکوٰۃ کا حکم لایا اور قسم کو صدقات و مبرات کا امر ہوا جن سے حقوق مجاہد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کو سنٹر کشن کے بعد ایک اور ڈسٹر کشن شروع ہوا جو اس پہلے ڈسٹر کشن سے کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجاہد تھا۔ ان ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتی تھی اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاح کاری اور تقویٰ اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لئے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لئے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے۔

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقعہ کو بھروسہ شرح صدر سے اس امر کا سمجھنا ناممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اس حیثیت کا جو ہمارے مادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کا میابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یوپیٹ کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیونکہ ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لالیف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیز لون کو پڑھتا اور پاتا ہے اور اگر مرد دم خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپ کو بڑا مدبر اور عقل مند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اس پر کیا سو قوف ہے سپرٹ آف اسلام کا معجزی مصنف اور علی گڈہ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ چھ سکتا ہے اس لئے کہ اس کے صفات اور صریح تعلیم اور انسانی قوت سے بڑھ کر اور خارج وحی اور آواز پران کا یقین نہیں مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لئے جیسے کہ وہ جنگی مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدریس اور جیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور ان پر عمل درآمد کر دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھوڑا گیا۔ شہر انجاری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بے باک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتیٰ بد نظری جو برسوں سے شہر مادی کی طرح

لوگوں کی محبوب و مطلوب تھی ان باتوں سے انہیں روکا گیا اور پانچ تازوں کی پابندی اور روزوں کی پابندی اور عضو عضو پر تقویٰ اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگ و قوموں کا دل پسند مشغلہ ہو کر تھی بین دور کرنے کا حکم دیکر پیرزور القاطین میں تاکید ہوئی **وَ اَخْتَصَمُوا بِحُجْلٍ دَلِيلٍ جَمِيعًا وَلَا تَفْرَقُوا** عرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کید کرید کرید کرید ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اٹھتا بیٹھتا ہے پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے متقدّر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل اسی انسان کا کام ہے جو پرلے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اس کی جان ساری دنیا سے زیادہ مزی اور مطہر ہو۔ ایک طرف ساری آلائشوں اور کدورتوں اور زنگوں سے جو دنیوی علایق اور الو دگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادار نہ پیوند رکھتا ہو اور دوسرے طرف مخلوق کے ساتھ ان کی صلاح و فلاح کے لئے بے ریا اور بغیر غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو یعنی اس کی دونوں جہتیں پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور اہل قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو مگر ہے کہ آج کل کے خشک لفاظی جو آسمان سے قطع تعلق کر کے زمین کے بڑے بن گئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کیلئے یورپ کا سوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں۔ مگر بات اسی طرح ہے و عنقریب افصح المودین دکھا دے گا کہ حق اور حرکت وہی راہ ہے جو پیش کی گئی ہے لیکن یہاں ایک بات بہت تحقیق کے قابل ہے اور فطرت سلیمین بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لانیطر اطاعت جو قوم نے دکھائی اور اپنے مالوقات کو چھوڑ کر اس راہ کی پوری پیروی کی جو ہادی نے انہیں دکھائی اور مختلف راؤن اور مشربوں کے لوگ اس کی آواز پر ایک ہو گئے اور اپنے ارادوں اور راؤن اور نہ ہوں اور مشربوں اور نفسانی

جذبات اور اختلافات کو اس کے امر پر قربان کر دیا بجز کامل اور زندہ ایمان کے اور ایک جان گذشتہ
 رعب اور سطوت کے جسکے ساتھ عجیب خوف اور خشیت ملی ہوئی ہو یہ اطاعت نامکن ہے پس یہ کامل
 ایمان اور زندہ یقین جس سے ان کی پہلی مستی اور ہوا پر موت آگئی اور تمام روکین جو معاصی اور دنیا
 سے پیدا ہوتی تھیں فارغ جس کی طرح جل گئیں کیونکہ اور کس راہ سے انہیں حاصل ہوا اس کے
 اسباب میں غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ امام مقرر فی الطاعت ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی زندگی میں دو خصوصیتیں تھیں جن کی تحریک اور تاثیر سے یہ دولت قوم کو ملی +
 اول پورا اور سچا نمونہ جو تعلیم آپ نے دی اسپر حلک پر دکھایا۔ قرآن کریم کے اوامر کی پابندی
 کامل طرح خود کی اور اس کی نواہی سے اجتناب کیا۔ اس بات نے لازماً دو عظیم الشان فائدے قوم
 کو پہنچائے۔ ایک یہ کہ اصحاب کے دلوں میں یہ یقین شمع صدر سے پلا یا گیا کہ وہ اوامر اور نواہی ضرور
 خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہ کلام لا ریب تھاہر و مقتدر خدا کا کلام ہے جس میں وہ نہ کوہ ہیں۔
 اس لئے کہ انسان کے جذبات اور قوے کی بناوٹ ایسی بنائی نہیں گئی کہ خود تراشیدہ باتوں اور نفس کے
 سرچوش کی ایسی کامل پابندی کرے کہ تنہائی کی گھڑیوں میں اور میدان میں کبھی بھی بال بھر انحراف
 ان کی بجائے اور می سے نہ کرے اور زندگی کے تمام واقعات میں اس امر کا صاف صاف ثبوت دے
 کہ ان احکام کی تعمیل اور عدم تعمیل کی صورت میں اسے جاگداز خوف اور روح افزا امید شامل حال
 رہتے ہیں۔ اس عاشق عارف اور اس امر کو محسوس کرنے والے صحابی کے یہ اشعار پڑھ لو اور سوچو
 کہ کس احساس اور ہمت افزائی کے منہ سے نکلواٹے۔ جب اس نے رات کے آخری حصہ میں
 اتفاق سے اپنے محبوب و مولے کو مسجد مبارک میں تہجد پڑھتے دیکھا اور مرسل اللہ کو خدا کے احکام
 کی تعمیل میں سرگرم پایا تو کس جوش سے کہا +

اذا انشق معروف من الفجر ساطع

اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

به موقوفات ان ما قال واقع

و حينئذ رسول الله يتوا كتابه

مبيت بجاني جنبه عن مزاشه

اها انا المهدى بعد العمی قلوبنا

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کے اسوہ حسنہ کے اتباع کا فوق العادت جوش ان میں پیدا ہوا
 و حقیقت اس سے زیادہ مؤثر کوئی بات نہیں ہوتی کہ بانی اور مصلح کی رفتار اور گفتار میں پوری
 مطابقت اور مصالحت ہو۔ صحابہ کے چال چلن کا اور اپنے مولے سے لائے شوق کا اور اپنے عہدیت
 کے کامل ایفا کا جو نمونہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیوں دوسری قوم میں پایا نہیں جاتا وہ نمونہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی قوم نے دکھایا۔ چنانچہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ بات بات میں بگڑتے اور اپنے
 نبی کی مخالفت کرتے تھے اور اکثر کو سنے بھی لگ جاتے تھے اور نہ ہی حضرت مسیح کے شاگردوں نے
 دکھایا جنہوں نے آخری نازک وقت میں بھی بیوفائی اور غدر کا ثبوت دیا۔ غرض کیا وجہ ہے کہ کسی
 مرشد کے خادم نے ایسا حیرت انگیز نمونہ کبھی نہیں دکھایا۔ اسکا صاف صاف جواب یہی ہے کہ قرآن
 کریم کی اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی تعلیم پر ہمارے مادی کامل علیہ السلام نے جیسے خود چلکر اور اسے
 اپنی زندگی کی تمام رفتار اور تحریکات کا دستور العمل بنا کر دکھایا اور خدا کی طرف سے آپ کو عمل اور اظہار
 عمل کے موقع بھی میسر آ گئے ویسے کسی کو بھی بخشے نہیں گئے اور آپ کے اخلاق اور اعمال کے تمام مختلف
 شعبے جو بالقوہ آپ کی پاک ذات میں مخفی اور مرکوز تھے مکی اور مدنی دو متضاد اور متخالف زمانوں کی
 تحریکات کی وجہ سے پوری طرح ظہور میں آ گئے اس سے آپ میں قوت قدسی اور عقد ہمت اور تزکیہ
 اور تطہیر کی طاقت تمام راست بازوں سے زیادہ پیدا ہو گئی جو قوم بنانے کے لئے ایک مصلح میں
 سب سے زیادہ ضروری شے ہوتی ہے اور اسی نمونہ اور اظہار سے قوم میں سچا خلوص اور
 وفاداری اور اطاعت پیدا ہوئی۔

دوسری خصوصیت جس سے زندہ ایمان اور منور یقین دلون میں پیدا ہوا قرآن کریم کا اس
 صراط مستقیم کو مخصوصاً اختیار کرنا تھا جس کی سخت ضرورت اس کتاب کو تھی جسے اب تک زندہ
 اور مبارک رہنا تھا اور جو خدا نامی اور خدا بینی اور گناہ سوزی اور پاک سازی کا ایک ہی ذریعہ
 وہ تھی مقتدر نشان اور قہرانہ پیشگوئیاں جو غیب پرستوں میں جوائے اپنے وقتوں پر طے جلال اور
 کمال سے پوری ہوئیں تمام قرآن کریم ان زبردست پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اس وقت محل اور وقت

نہیں کہ اس اجمال کی تفصیل کی جائے ان امور پر ہم نے اپنے بہت سے خطبوں اور تقریروں میں بحث کی ہے خداوند حکیم علیم کا زندہ اور آخری کتاب میں اس معجزہ اور خرق عادت کو اختیار کرنا اور دوسرے تمام مادی اور مخلوق کے عمل اور صناعت سے لبثس اور مشابہ ہو جانے والے معجزات کو ترک کر دینا اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی علمی معجزہ جو علوم کی گھسان لٹائی میں کامیاب ہو سکتا ہے یہی نشان ہیں جو عیسیٰ مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں +

علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادت چیز نہیں پاسکتا کہ جو آگے سر تسلیم خم کر دے۔ انجیل کیون ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رُو کے آگے بٹکلی۔ اور اس کا سارا شیرازہ کھلیا اور کیون ہندوؤں کا مذہب آج بازیچہ طفلان بن گیا اسی لئے کہ اس ال ل ل ذکر کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا ہمار رکھا جس سے بڑھ کر آج یورپ دکھا رہا ہے اور دہائی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افتانوں اور کھیلوں پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہو جاتے ہیں یا مقتدری پیشگوئی جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جن کی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہو سکتا اور دوسر کوئی ذریعہ اس پر حجاب جہان میں نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے۔ خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تغلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصرف و تصرف میں رکھنا اور اس کا صفت تکلم اور سمع اور بصیر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اقتدری پیشگوئی ان سامنے نہ کی جائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح الہیہ پوری ہوں۔

گناہ سوز فطرت جو حرام کاریوں اور بدیا کیوں اور گستاخیوں اور زندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وار ذکر دے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اس کی حرام کاروں کو بھسم کر دینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو اور دل بول اٹھے کہ وہ زندہ اور عیو خدا ہے اور اس کا غضب جرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز و دوہار می تلوار ہے اور یہ ایمان

مل نہیں سکتا جب تک اس کے وجود اور قائم اور قیوم اور جی مقدر ہونے کا یقین نہ آجائے
اور اس کے لئے وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہے تو ریت نے بھی یہی نشان بتایا تھا کہ سچائی
وہ ہوگا جس کے منہ کی باتیں سچی نکلیں گی اور قرآن حکیم نے تو حقیقت کا مدار بالکل ان ہی آیات پر
رکھا ہے *

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا منادینا اور اس پر عمل کر دینا اور ہزاروں
لپٹا لپٹا عیبوں اور رہنمون اور کیسہ برون کا راہ سے صاف کر دینا آسان بات نہیں کیسی صاف
بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جس پر انسان کی صلاح و فلاح کا
دار و مدار ہے پھر غیب کی قیادت نہ پیشگوئی ان کرنا اور اپنے منہ الفون کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی
ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اس پر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت
کے لئے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیسا کہ کتاب اللہ ان
واقعات سے بھری ہوئی ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار
اور تبشیر کے کسی کام کے کوئی یا اس سے ہٹنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک ایسا تقاضا ہے۔ جو
جہاں فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھ دیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ
حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصور و موید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے
جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور ان کا گورنر تعلیم سے حال کے لوگوں نے
معجزات سے انکار کیا ہے انہوں نے خدا کے کلام کے اس برکت نظام میں غور نہیں کیا۔ اور
سخت نادانی اور دلیری سے کہہ دیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی
ہے اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں میں اور قرآن میں
کوئی ماہر الایمان نہیں بتا سکے۔ مجھ و تعلیم پر تو وہ مان نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ خوب جانتے
تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزاء معلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی
سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کی ایک ہی قطعی دلیل تھی۔ اقتداری پیشگوئی۔ جو معلوم

غیب پیشتل ہو اس کا انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک ظالم نے یہاں تک لکھ دیا کہ الم غلبت الروم
فی اذنی الارض و فہ من بعد غلبہ صدر سید مغلیوں فی بضع سنین
میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاری اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ
کر کے پولیٹیشنوں کیسی اٹکل سے یہ بات کہی۔ کاش وہ شکر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کرتا تو
اس کی سمجھ میں یہ بات بہت جلد آ جاتی کہ خدا کا کلام اس کی پست اور سفلی اٹکل سے بالا تر ہے۔
اور اس نے یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ سے اس پیشگوئی کو دوہری پیشگوئی کر کے کھانا
چاہا ہے کہ یہ پیشگوئی غلبہ روم کی فاس پر انسانی اٹکل نہیں بلکہ خدا کے غیب دان مقتدر کے
منہ کی بات ہے اس لئے کہ جہاں یہ فرمایا کہ رومی غالب آئیں گے معاف فرمایا کہ اسی تاریخ کو بیکس
مظلوم مسلمان ظالم قریش پر منصور و مظفر ہو کر خوش و خرم ہوں گے۔

(اس پر دیکھو ہمارا مضمون قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر الحکم نمبر ۲۰-۲۱-۲۲ دین)
غرض یہی سچے معجزات ہیں جن پر نقل کا سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں
ہو سکتا اور یہی ذریعے ہیں جن کی شوکت اور اقتدار کی عظمت کے مقابل خم ہو کر انسان
گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل سکتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے
آراستہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے اور ان متقدمہ خیالات
کے استعمال سے ایک قوم بنائی جن صدیوں تک صراطِ مستقیم پر رہی اور آخرت قانون قدرت
کے مقتضائے طبعی طور پر انقلاب آیا۔ پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت اور سیاست
میں خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور اب علی گڑھ سکول اور
بدوہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی مگر فدا کیلئے ان سکولوں
کے انصار اور مؤیدین غور کریں کیا وہ ان ہی کچھڑ ٹڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جن پر اس قوم کے
پہلے بانی نے مارا اور انکے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جن کی ترغیب و ترہیب سے قوم کو

اس تعلیم پر مجبور یا اٹل کر دین جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں
دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب کچھ بھی اُسی
آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقتدر ہاتھ نے انہیں
پہلے چھوڑا تھا۔ وہی اختلاف۔ وہی نزاعیں اور وہی مفسدہ ہوا بالکل نکل چکی ہے ایمان اور
مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح و روان اور سٹیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے وہی
حیاشی اور فسق و فجور۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور کاپلی ان میں آگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالیٰ کی جبروت اور وقعت دلوں
سے اٹھ گئی ہے ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے دل سے یا زبان سے بولنے والے
سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں
جو خدا کی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے اسکے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں کج خلق
کافر نے بڑی کامیابی حاصل کر لی سیکڑوں کو نہیں ہزاروں کو بی لے۔ ایم اے بنالیا
ڈیپٹی کلکٹر اور اسٹنٹ کمشنر بنالیا اور اس کی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم
نیم پور میں بھی بن گئی اس لئے کہ پورے یورپ میں بن جانے سے تو وہ بھی مایوس ہیں اور سیر یا
تو سرے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ امید کرتے ہیں اور
ایسی امید کرنے کے وجہ ان کے پاس ہیں کہ وہ وہ قوم بن جائیں گے جسکے بنانے کے لئے محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اس کے لئے وہ تدابیر اختیار کی گئیں
جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں۔ اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لئے اسوہ قرار دینا اور رات دن انہی
کی باتوں اور فخلوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جس کی نگاہ زمین کی سطح تک محدود
و مقصود ہے اور مادی لذت اور عیش اور لطف اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے ان کی ہمت
باہر نہیں جاتی اور آسمان کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے
کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غایت نظر یہ ہے ان ہی الاحیاء الدنیا

موت و مخیا و ما نحن بمبعوثین ان کی رات دن کی کوشش ان کے صنائع۔ ان کی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رزویل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں اگر کچھ لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے مشغولون میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اٹھاتے اور دکھاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بد قسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر قناعت کئے بیٹھے ہیں بڑا زور دیا جا رہا ہے۔

بائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اس کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت ہی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق زمین کہ ایک طرف سے بالکل ذہول ہو گیا ہے یا دانستہ یا اضطراب سے کیا گیا ہے۔ ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اس پر ایسا قوی ایمان رکھتے ہیں جیسا استبداد خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے قرض نہ ہو۔ شرائع حق کی پابندی صوم و صلوٰۃ کا التزام فسق و فجور سے اجتناب تقویٰ و طہارت اور تعظیم شعائر اس کو اختیار کرنا۔ مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے۔ جسموں اور قابضوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو۔ روحوں میں خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں ایک میاں کا ریکرز و لیویشن پیش کرے اور دوسرا آب آتشیں سے مست ہوا ہوا خواہ اس وقت اس کے منہ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر پھرنے لگتے ہوں ان کی تائید کر دے۔ ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو مادی خیال کا آدمی ہو۔ دہریہ ہو کوئی ہونام ہو مسلمانوں کا ساواہ مجلس کا صدر بن جائے۔ شرط یہ ہے کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور حقیقہ کو دنیا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا ترس حق پرست کے دل میں ضروریہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا اتنا زور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں اور مؤیدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے اور کیا یہ بچپن فلاح و صلاح کے ہیں جو اب اختیار کئے گئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو دہا ہے تمام کامیابیوں کی اتفاق اور وحدت ہر اسکا بتک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے اشراف و ثناء پڑھتے

ہیں۔ ندوۃ العلماء خدا کے لئے غور کرے کہ کیا اس کا پاؤں بھی ان ہی آثار پر پڑا ہے جو ایک کوشش کا نفرنس یا علی گڑھ اسکول کے رہبر زمین پر لگا گئے ہیں یا اس بزرگ جنہوں نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے میں ان کو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اس اعلان کے مقصد سوم و چہارم پنجم و ششم کی طرف جو ندوۃ العلماء کی طرف سے ۱۲- نوبر ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے: "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہوں آپس کی بھوٹ کی جگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے" (۴م) "فروغی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے۔"

(۵) "احقاق حق اور الباطل باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے" (۶) "وہ خطہ جہان اسلام کا نور و صند لکے میں پڑا ہوا ہے اور جہان اسلام کی حقیقت اور حقایق سے لوگوں کے دماغ اب تک متور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اس کے فیوض و برکات کیا ہیں" کیا یہ باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں ان تجویزوں سے اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کئے گئے ہیں۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مذکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان و علامات ہے جو ان اخلاق کو سکھائے کیا ممکن ہے کہ ان اخلاق سے متخلق ہوئے بغیر اور ان صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کے لئے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ آپ کو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے لئے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل

کرنے کے لئے موزون اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ وہ کن کو یا کس کو پیش کرتا ہے جو غیر تیس کے بروز اور منظر ہونے کا مدعی ہے اور اگر یہ اصطلاح گران معلوم ہو تو یوں ہی کہ آپ کا سچا خلیفہ کو نسا ہے جسے پیش نظر رکھ کر وہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اس سے حاصل ہو جائے گا۔ فروغی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹائی جائیں یہ کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے کیا کوئی ایسی پر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑوں میں بہت جلد ورا کر زور سے کہے **الی الجاہلیت وانا فیکم** اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائیں اور تلواریں میانوں میں کر لیں جائیں اور مفارقت اور مبہا غضب معاف اور مصافحہ سے بدل جائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود منقرض الطاعت اور مطاع باؤن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑتا جس نے کبھی ہزاروں خاندانوں کو رکھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے حرمین میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہا مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لئے کیونکر بد لجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اسپر نہیں پڑتا جس کی فطرت آتش کشی کے لئے بنائی گئی ہے اور جس کے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے وکنتر علی شقا حفرة من النار فانقذکم منها اور قابضہم بنعمتنا احوانا۔ یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفاسد اور عیوب قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اس وقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھ ہوئے تو آج بھی پھر اسی کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہے۔ پھر اسی سلسلہ کی ضرورت ہے۔ جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر دہر لگادی۔ عجیبات ہے اور ہمارے علماء پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیونکر اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ اس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے۔ یہ وہ اور خائفانہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے دھچکے ہوئے ہیں مگر روح نہیں خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں دہرائی

اور تقویٰ و طہارت نہیں۔ وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بیباکی۔ باحت۔ دہریت اور فتنہ
 کا مرض عالمگیر و باہور رہا ہے پھر باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے اور مرض کے مشخص ہو جانیکے
 الٹا علاج کیون کیا جاتا ہے کیون اسی پہلے نسخہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی +
 اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کے مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور دہریت سے
 زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصیت اور جوش کی گردن مار دیں۔ ایک محمود آباد
 کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرالیکرند وہ کا پریزیڈنٹ ہو
 اور وہ ان قدوسیوں کے ذکر سے زبان آستانہ ہو تو کامیابی معلوم۔ بڑی غلطی ہے یورپ
 کی نظیر کو پیش کرنا۔ ان لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جن کو روشن کتاب اور باہرہ جنتی
 گئی اور ہے تم اس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کو بغیر سیر
 شہرہ سکونگے ان بھروپوں اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب بھڑکے گا۔ سب سے پہلے مدہریت
 کی تدبیر پر عمل کر نیکا میلان اس شخص میں پیدا ہونا چاہیے تھا اور تمہارے عملی زعم کے موافق
 اس فروری تھا جسکو غیور خدائے کہا ود والوت درھن فیہ دھنوں میں مذہب کے اس
 عالمائے فقہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرائے میں
 ظاہر کیا جائے یا مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلوں میں پکی ہوئی باتوں پر کچھ
 لکھا جائے اور پھر ایک قوم بن جائیں اور اشتعال میں نہ آئیں۔ یا امت سماجت کر کے اور ساتھ
 چڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہہ دیا جائے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ وہ کون سے الفاظ ہیں
 اور مہذب الفاظ جسے مثلاً منکران خلفاء راشدین کو سمجھایا جائے گا کہ تمہاری راہ درست نہیں اور
 اور تم خدا کے فعل اور قول کا خلاف کرتے ہو جبکہ وعدہ استخلاف سے جو خدا کا قول ہے اور حضرت
 صدیق کو خلیفہ بلا فصل بتا دینے سے جو خدا کا فعل ہے منہ پھیرتے ہو یا فریق ثانی کو کہا جائے گا
 کہ امت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ ناتوان تھے بیکس تھے ناچار ان کا حق غضب
 کیا گیا اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ کون سے مہذب

الفاظ میں مثلاً جن کی وساطت سے بڑی مائت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی پیروی یا مداح ذریت کو کہا جائے گا کہ نمازون کی پابندی ضروری شے ہے اور روزے خدا کا تقاضا ہے اور فرض میں انسان مسلم پر اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور تابیت ایک مسلمان کا اتنا ہون چاہیے اور بے قید زندگی جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں یا دہندہ کے محترم علماء سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب اور منہاج تو ازراہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مٹائینگے کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت ان کی ضمیروں نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک تجویز ہے اور ضرور عمل میں آجائے گی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دے گی پھر اس پچھاریات کا مطلب سوا اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے پھر کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور چوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصارہ نیچے فراہم کرینگے اور کیا کوئی اس کی نظیر ہے۔ اسلام اور مسلمانان کی تاریخ میں بجز اس مبارک قرن کے جس میں لا معلوم زمانوں کے مختلف الاء دشمن جانی دوست بن گئے اور اگر واقعی یہ

میدان ناصران ندوہ کو متوجہ کرتا ہوں مسٹر شاہین بیر اسٹریٹ لاگڑا اس لکچر کی طرف جواب نے علیحدہ کالج کراچی کو عرض کیا اور میں دوا اور جیسے مختصر رسول لٹری گزٹ نے ۱۵ جولائی ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں چھاپا ہے اس پر سر کو مسلمانوں کی ذریت کا تربیت کنندہ اور قابل فخر نمونہ کہا گیا ہے اس بڑے آدمی کو بوجھ کیشیل کانفرنس نے بھی اپنی اپنی پاک سند پر عطا دی اور اس کا تاز کیا۔ خدا کا خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اختیار اور برار امت کا اور بالآخر دین حق کی عزت کا واسطہ دیکر میں ندوہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس لکچر کو پڑھیں اور غور کریں کہ کیا اسلام کو ہتھ اور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہوئی ہوئی عزت ان لکچر ارون اور قوم کے حامیوں سے پھر بحال ہوگی اور کیا ندوہ اس لکچر کے فعل اور قول سے متفق ہے اور اگر مخالف ہے تو اس کا اثر قوم کی نئی ذریت کے دل و نشو و نما کیلئے اس نے کیا انتظام کیا ہے اور کیا اس اجلاس میں اسپرٹس لیا جائیگا اور اگر دوا سند سے کام لینا ہے تو پھر وہ کچھ اور اس کا کام

احساسِ مذہب کے درمندان کو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہو گئی ہو تو اس کے علاج اور تدارکِ مآفات کے لئے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے اور اگر علی گڑھ کے کانفرنس کی طرح رنڈلیوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جانے اور اس کا کام پانچواں مقصد بھی مین نہیں سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پر جوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں۔ اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیا شے ہے اور کن ذریعوں سے ہو سکتا ہے۔ مذہب نے بیان نہیں کئے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر بھی غورِ بھنی کی ہوگی جو اس راہ میں راست بازوں کو پیش آتی ہیں آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جس کو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہیں سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جائے۔ لہذا تمام مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور مہی اور میت اور شافی اور غیب دان خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں اس کی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کے شرکِ عظیم کی مدد کر رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت امانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ جو مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی ان کو ذبح کر رہے ہیں چنانچہ تھوٹے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جس کے سامعین سیکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس مسئلہ سے حجتِ لازمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئے ہوئے انسان میں اور آسمان بلند پر بیٹھے ہوئے دیو دین کوئی فرق بھی تو ہے یا اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اٹھ کر اس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسولِ کامل خاتم النبیین کی ولت کو شیر مار کی طرح پی گئے۔ ہاں تو کیا مذہب تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے۔ اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے انہیں خدا

بتا رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کو دین
 ڈالا گیا ہے سب سے بڑا فتنہ جس کی نسبت قرآن نے کیا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ:-
 تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَمْقُطْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَوْا
 لِلرَّحْمَنِ وَكَذَّابًا + اور بڑا بھاری مفسدہ جس نے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یون کہو کہ اسلام
 کی جڑ کو کھلی کر دی ہے یہ فتنہ عیسے پرستی کا ہے اور اس کی جڑ ہے عیسیٰ کی زندگی یعنی جسٹری
 کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اس کا مان لینا۔ اس کی جڑ کاٹنا اسلام کو سب سے بڑا مہلک کو مردہ ثابت
 کرنا اسلام میں تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اس کا توفیر
 واقف ہو گا کہ چھکروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسے پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام
 پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تشنیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور سفید جھوٹ
 کنواریوں کے خدروں تک میں داخل ہو گیا ہے اور ایک آشوب رشتہ اس سے برپا ہو گیا ہے
 کیا ندوہ اس باطل کے زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق پرست
 کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی نقص اور عیب روا رکھنا جائے اس کی پاکیزگی کی نسبت اعتقاد
 رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے مکمل اور مدبر بالا راہ اور متصرف اور سمیع و بصیر ہے اس کی صفت تکلم
 کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی اس لئے کہ یہ اس کی شان میں منتقصت کو روا رکھتا ہے اس نے
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ص کی دعا میں صاف اشارہ
 فرمایا ہے کہ نعم علیہم جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہیں گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب
 مسلمان یہ دعا مانگا کریں اور بڑا انعام اس کا وہ فیوض اور برکات ہیں جن کا نام ہو مکاشفہ اور
 وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے ان لوگوں کا جن پر انعام کیا گیا اس لئے کہ اس انعام
 کے بغیر وہ یقین اور زندہ ایمان مل نہیں سکتا جو گناہ کے پر زور جذبات پر انسان کو غالب کرنے
 اور اگر ایک طرف تو ان فیوض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اس حد تک پہنچ کر
 ساکن ہو گئی تھیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ

نہیں ہوگی اور یہ متقصص ہے صفات باری تعالیٰ میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم اور اس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہو گئیں اور آئندہ کیلئے نفوذ بامدد و سرے لوگوں اور مذہبوں کی طرح آپ کی نبوت بھی مرگئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات اشی کی قائم مقامی یا منظر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہو گئی اس دعا ہذا الصراط المستقیم کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور بڑھکارت حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے اور جبریل علیہ السلام ملکہ انسانی یا ایک قوت تو اسے انسانی میں سے نہیں بلکہ ایک جدا مخلوق ہے اور قانون قدرت کے موافق خدا کے یہ وسائل ہیں اور یہ روحانی وسائل ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور فضولوں کے بہہ نہ جانے کے لئے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیاء و وسائل ہیں اور یہ وسائل خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ اور توحید کی شان پر کوئی زد اور حملہ نہیں اور بڑھکارت یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے۔ بخلاف اسباب کے جو مقاصد و مطالبہ کے برائے کیلئے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لئے اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑھکارت یہ ہے کہ خدا کے مرسلون اور مامورون اور مبعوثون کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں اور وہ ہیں اقتدری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پھیل ہوتی ہیں اور بے ان کے خدا کا مخفی اور نہان در نہان چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا نہ وہ تیار ہے کہ ان حقون کا احقاق کرے اور ان کے مبطون کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا نہ وہ نے اٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر افسوس اب تک تو نہ وہ کی رفتار اس راہ پر نظر نہیں آتی جو احقاق حق اور الباطل باطل کی ایک ہی مستقیم راہ ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور الباطل باطل کرینگے اور ان خطون میں جہان اب تک اسلام کا نور نہیں گیا کونسی فیضیت اسلام کی اور دوسرے مذہب باطل

اور اس میں مابہ الایتان پیش کرین گئے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے مذاہب اور مذاہب کے انصار و خدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لئے تھا۔ اب نہ کوئی اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی میں قدرت ہے اور اس وقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کالات نبوت سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقایق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر و پرمی اس حقیقت حق سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کالات نبوت میں کسی کو سچا جانشین ماننا شرک فی النبوت ہے اور درحقیقت نبوت کو خشک بے اثر غیر متعدی اور مردہ مان کر شرک عظیم کا ٹکڑا ہو چکا ہے اور اپنی تحریر و ن میں مجنون اور نبی کے تخیلات میں کوئی واضح قارق اور عملی اعتبار نہ دکھا سکے سے اس بات کا مجرم ٹھہر گیا ہے کہ نبی کو فوق عادت پایہ کا انسان ثابت نہیں کر دیا ہے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عللاً اس کے منکر ہیں اور بڑے جوش سے اقرار کرتے ہیں کہ خلافت محمدیہ یا بروز محمدی یا زندہ نبوت بے معنی اور بے ضرورت باتیں ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذاہب کی صداقت اور حقیقت کے لئے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریر و ن میں بھی ان کی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں ہی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحث پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الایتان کیا ہے جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی مابہ الایتان تھا یعنی زندہ خدا کا زندہ نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو بھی نہیں دی گئی اور نہ دیکھائے گی جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے **عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ** سو اس کے وجود سے تمام بے برکت اور استخوان پرست قوموں کی طرح محرکانِ ندوہ اور دیگر مسلمان بھی منکر ہیں۔ جبکہ یہ حال ہے تو

اب میں ندوہ سے بادب عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یورپ میں سید احمد خان والا اسلام پیش کرینگے جس میں خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی سے انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکہ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک روکھی اور بھکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کریں گے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ عظیم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے کوئی مقتدرانہ نشان دکھاسکے اور خرق عادات امور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں اس طرح اس نے اسلام کو پورے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقراء و صوفیوں کا اسلام پیش کریں گے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقہ کو چھوڑ کر لانا تنہا بدعات کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر میں بادب پوچھتا ہوں کہ ازراہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ ان خطوں میں جائیں گے جہاں اب تک اسلام کا نور نہیں پہنچا اور لوگ شناخت کر لیں گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کر لیں گے کہ ان کے مذاہب اس کے مقابل مردہ اور لائشے ہیں۔ کیا آپ حقیقی مذہب کی اشاعت کریں گے یا مالکی کی۔ شافعی کی یا جہلی کی پھر بھی لازم ہو گا کہ معاشی مشرب کی تائید ہو یا نقشبندی کی یا قادری کی یا اور دیگر مشربوں کی۔ پھر یاسینوں کے یہ مجموعے ساتھ لے جائیں گے یا شیعوں کے قصص و روایات کے موافقات عرض اس قدر اختلافات میں آپ میں کس فرد یا قوم نے کوئی روشن فیصلہ کی راہ تیار کی ہے جسے غیر قوموں کے آگے پیش کریں گے۔ اور اگر ندوہ کے پاس ہنوز تاریک اور بے مغر فظہی ہیں اور تحیر کے درطہ میں غوطے کھا رہے تو کیا وہ ایک صادق اور حقیقی رہبر کی آواز سننے کیلئے تیار ہیں جو خدا کی طرف سے حکم اور مامور ہو کر ان اختلافات کی نار سے بچاتا اور قرآن کریم کا ہی پہلا جہل متین ہاتھ میں دیتا اور ایک قوم بناتا ہے۔ ندوہ کو معلوم ہو گا کہ آج کل امریکہ میں

ایک شخص جان الگزیٹر ڈوئی نام دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ایسا ہے وہ دوا کا منکر ہے اسکا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اس کے زعم میں اس کی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے۔ یہ شخص دوسرے عیسائیوں کی طرح پورا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کی طرف دعوت کرتا ہے اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو ان کا چارہ کار بتاتا ہے اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اس کی دعا سے اچھا ہوا یا یوں ہی خود بخود صحت یاب ہو گیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور کونسا مذہب حق ان کے مذہب کے مقابل پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نسبت صریح دعویٰ ہو سکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اس کی سچائی کا یہ معیار اور اس میں اور اس کے غیر میں یہ ماہ الایشاز ہے اسکا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مقتدر خدا کا زہرہ طریق ثابت کرنے کے لئے از بس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتدار اور قہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

کیا نہ وہ کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بدلی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اس کا سلسلہ الٹنگ زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور

بے آخر غیرت الہی نے اس سیاہ دل مشرک کے چارہ کار کے لئے اپنے صادق خلیفہ حضرت مسیح موعودؑ کی بدلیش ڈال دی آپ کو ایک بڑا زبردست اشتہار اسلام کی حقیقت اور نصرت کے بطلان کو اظہار کیلئے لکھ کر اس باطل کو پرستار کو مقابلہ کیلئے بلا یا ہے اور لکھا ہے کہ ہم دونوں جو کاذب ہو گا وہ صادق کو سامنے ہلاک ہو گا کیا نہ وہ اس حربہ کو کوئی اور حربہ باطل کے مقابلہ

مسخ و مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قطعہ اور کتب کے رہ گئے اور اب ان کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں اور درحقیقت قابل تسخر اور مضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوے کرے کہ اس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہو گئے ہیں اور اس وقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہو سکتا ہے جو ان برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دے سکے اور شیطان اسلام کو دکھائے جو پہلے راستانہ کو دی گئیں۔ افسوس رونے اور دانت پسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلدقا ہو جانے والی اور مسخ ہو جانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راست باز اور متعمہ علیہم مو سے (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدا نے ان سب برکات و فیوض کا وارث انہیں کیا جو حضرت موسے کو دی تھیں مگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات و برکات اور خاتم الکتاب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا اس لیے کہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور اس طرح وحی کا تار بند ہو گیا پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہو گیا۔ مصالح الہیہ سے شریعت تو تکمیل پا کر ختم اور بند ہو چکی تھی اور ضرورتاً ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیون مہر لگ گئی اللہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بان فیوض و برکات کا ادھر گیا۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کے اس قول کے کرنا محض تکرار تھا **الَّذِي كَرَّمَا لَكُمْ لِحِفْظِهَا** کیا معنی ہوئے کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوہ نہیں کرتے اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اس وقت نظر آ گیا اور ایک زمانہ اسکا گواہ ہو گیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا۔ ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اس کی صورت اور سیرت الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے جس زمانہ میں انسانوں کی یہ حالت ہو چکی کہ اپنے

کی آواز بھانکار ہو جائے اس کی صفات پر اعتراض ہوں اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطلان اور
شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتیں اور حقایق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے
دیکھے جائیں اور پست ہمت سفید دشمن قرآن پر زبان طعن و راز کرین اس وقت ایسا آدمی
ضرور مبعوث ہو گا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال
کرے گا۔ دیون اس انکار کی حثا طت ہوگی۔ مان تو میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کوئی ایسا
شخص دکھا سکتا ہے جس کو یہ اقتدار بخشا گیا ہو اس لئے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور
غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہونچانا تو ایسے ہی شخص کا کام ہے خشک لفاظی اور بے کثرت
طرا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں جبکہ ندوہ کے علم اور رسائی میں ایسا شخص نہیں تو
اس نے ان متنازعہ کی ترتیب کے وقت کیا سوچا کیا اتنے پر قناعت کر لی کہ شہر بشہر خند خشک
اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دے گا۔ افسوس ندوہ کی حقیقی مان
ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی ان تیرہ یا کم بیش یرسون میں بے شمار رزولوشن پاس کئے اور
بیشمار روپیہ برپا کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا
قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے
قریب آگیا ہے اس کا علاج علی گڑھ کا کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہیں۔ اور اس طرف
کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کر کے۔ یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کے
موجود ہوتے فسق فجور کی راہوں کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا
یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا۔ اس لئے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب
علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی ہمارے کے استیلا اور فتنہ کے وقت
مسلمانوں کی حالت علمی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کی مانند ہو جائیگی
چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ
قوم کے ادبار اور نکبت کی حالت ہر رنگ میں مغضوب الذلت قوم یہود کی مانند نہیں غرض ماہر دست

اور بالکل رو بہ دنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدؐ اس بے ادبی اور گستاخی سے
 خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ نے قوم کی تباہی کے محض زمینی اور مادی اسباب قرار
 دئے اور میٹرلسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ اگر میرے اس بیان میں اعتدا
 ہے تو مجھ سے زیادہ شکر گزار نہ ہوگا کہ جناب سید مہدی علی صاحب خدا کے حضور میں کھڑا ہونے کے
 ہول کو مد نظر رکھ کر حقیقت حقہ کے منہ سے نقاب کھولیں اور بالبداهت اسے ذہن میں رکھ
 لیں کہ ہم ان کے اجلاسوں کے مختلف پریزیڈنٹوں اور بہت سے محرکوں اور مؤیدوں کے حال
 قال سے ناواقف نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے تقویٰ و طہارت اور اتبع اور رعایت
 حقوق اللہ و حقوق العباد کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو قوم کے شیرازہ کے لئے ناقابل نقض ہاگاین
 سکتے ہیں اور یہی لوگ اس زمانہ میں صحابہ کا بر وزہ ہیں؟ میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے مختصراً
 بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو ابراہیمی قبلہ کی طرف متفق کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے
 پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہوگا اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب یہ قوم بنی تھی تو کفر فرائع
 اور اسباب سے بنی تھی اور اس کی اصلاح کے لئے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ
 نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اس مقتن اور مادی کو کیا صفات اور خصائص دئے
 گئے تھے جس سے قوم میں سچی اور انظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ ان میں ہر ایک بات طبعاً
 تفصیل اور بسط چاہی تھی مگر ~~میں نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے~~
 بعد ضرور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا ہو
 اور قوم کی اصلاح کے لئے ان صفات کا آدمی کہاں سے لایا جاسکے لہذا میں زیادہ دیر تک نہ
 ڈسٹرکشن آمیز بیان کو معرض تحریر میں لانا نہیں چاہتا اور مآسدا دیتا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے
 اپنے وعدہ کے موافق منہاج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے یا صفات لفظوں میں یوں کیا
 جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورہ جہوہ میں فرمایا تھا **وَ اٰخِرُ بَيِّنٰتٍ مِّنْهُمُ**
لَمَّا يَلْحَقُوا بِمِهِمْ یعنی وہ رسول پاک جو امیون میں مبعوث ہوا اور ان کا نزدیک کیا

اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مری ہو گا جو ہنوز
 صحابہ میں شامل نہیں اور اس غرض کے لئے اس کی بخت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے
 موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں یا یوں کہو کہ حضرت علامہ
 قادریؒ کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمدؒ کو
 کو وہی خوبو وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر معجزات فرمایا ہے از بسکہ زمانہ بگاڑ
 اور فساد میں اپنی اسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ زیادہ فساد کی طرف جھک گیا تھا اور اسی تعلیم کی
 اسی قوت قدسی کی۔ ان ہی فیوض و برکات کی۔ ان ہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدر
 پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لئے غیور خدا نے اس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اسکی
 اتباع اور اسکے نام میں قاتی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اس کی تغیر اور توقیر اور
 تجلیل میں رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا تاکہ از سر نو
 خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں۔ سب سے پہلے
 اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا نقلے زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی
 زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بلامین مایا الایتاز یہی ہے کہ جن
 قدرتوں اور طاقتوں اور معجزہ نمائیوں کا دعوے کسی زمانہ میں کرتے تھے۔ یہ ہے کہ ان کے خلاف ہے۔
 وہ بے دست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے۔
 اس میں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کالات اور اقتدارات کا دعوے اس کے
 برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور
 برکات اور فیوض اور نشانات اب تک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے تتبع کے ماتحت بظاہر ہوتے
 ہیں اس لئے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہ ہو تو پھر اس میں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہ ہو گا
 یہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کی اور تمام نبیوں کی اور نبیوں کی خصوصیات کی یعنی وحی کی مکاشفہ
 کی۔ روایا صالحہ کی۔ احتجاج دعا کی۔ اور پیشگوئیوں کی کھوٹی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی اور

قرآن کی جبروت کا سکھ دینا میں بظاہر اور سارے جہان میں ہزاروں اشتہار دینے کے اس وقت زندہ مذہب صرف اسلام
 اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ باذن اللہ تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دئے گئے
 اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں ان کا نام و نشان نہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے
 ایسے باطل طریقوں کے استیصال کیلئے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوے بھی آپ ہی
 کرے اور اس دعوے پر دلیل بھی اپنے اندر سے ہے۔ اس انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی غرت کی جڑ کاٹ
 گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اس وقت کی ساری قوموں پر نصاریوں پر آریوں پر برہمنوں پر پیچریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت
 لازمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اسکے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کی وقت منہ سے
 نکالنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ جس طرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں کہیں
 جنکے ذریعہ سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب پھر ساری عجب تعلیم و تعلیم کی حفاظت کیلئے اقتداری پیشگو کیا۔ وہی انعام اور
 برکت کا خلافت اسے پہنایا گیا جبکہ تعلیم میں یہ دعوے تھا کہ اس پر چلنے سے خدا خوش ہو گا اور اسکے پیرو کو اس جہان کی اور
 آئندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اسکے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہو گا اور راستی کے دشمن تباہ ہو جائیں گے اور ان کو دوسرے
 عالم میں دوزخ میں جلیں گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انذار و تنبیہ کے واسطے اس جہان میں بھی پورے ہوتے اور یوں آخرت
 کے عالم اور اسکے ایلام اور انعام کے ثبوت کیلئے بطور توطیہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے بشر و عدد کے مطابق گناہ اور
 ریگستان کے رہنے والے کسرے اور قیصر کے خزانے اور مالک اور مالکے سونے کے کنگنوں اور صر و شام کے حور و مقصور اور
 اہلار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اسلئے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگ جائے اس دوسرے عالم کے مواعید و وعدہ
 پر اور آپ کے اعدا تباہ ہو گئے اور اس دنیا کی نارینی جنگ کا ہنرم خٹک بن گئے اسلئے کہ سچے ثابت ہو جائیں اس عالم کے تاہم
 وعید مگر یہ دو باتیں نہ ہو تیں تو غیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے عالم
 عالم اور اسکے حالات اور کیفیات پر یقین بھی پیدا نہ ہوتا۔ تو ریت اور انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہ نقص تھا
 اور ان ہی دو باتوں کی کمی تھی جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہو گئے اور آخر پھلی دو قومیں بھی عیسیٰ اصل میں ایک تھیں خدا اور
 دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہو گئیں اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لئے اسلام کی مچالی کو اس جہان کے
 ویدہ دھان منکروں پر ظاہر کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی برادر احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کئے جو کہ وہ
 قومیں اس وقت صحت ظاہر اور خالانہ رو اسلام پہ کرتی اور غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلگو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں

اور خدا اور اسکے سچے وعدوں اور وعیدوں سے انہیں انکار تھا۔ ان پر قیامت تک محبت پوری کرئیے کی دعا تہا محبت کہ یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عیسائی پویش کو نیکے بعد ان کے دو فردوں یا ظالم و شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی بجلی نے انہیں اور یکھرام کے خرمین ہستی کو جدا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیقت پر ویسی ہر گاہی جتنی کہ اس خیر القرون میں بدرستی پیشگوئی کے پورا ہوئی ہے۔ اسی طرح ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے اقرار اور انکار میں وہی ہونے کی زندہ اور قاتل ہر تہا اثر اور برکت موجود ہے۔ اس بات پر ایک عالم کو دکھایا کہ اس وقت ایک شخص ہر جو شہنشاہ کے مقابل اسلام کی عزت قائم رکھ سکے گا وہ غرض جو مقصد اور اغراض ندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں ان کے پورا ہونے کے لئے تڑپ اور گدازش ظاہر کی ہے اور درناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھول دی ہوگی جو اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے ان کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالیٰ نے نکالی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کیلئے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات بطور نقل کے جو کہ بھیجا ہے اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کیلئے زمانہ موجودہ کا اقصا کے موافق آپ کا نام مسیح موعود رکھا ہے اب آپ کے وجود پاک میں وہ امام منقصر الطاعۃ موجود ہو گیا ہے جس کے علم کے نیچے شہر قیامت اور متشرقتہ اٹھے ہو کر دنیوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں۔ اس میں اور ماموں پر پریزینٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرات نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بجھ کر اس کے دنیا کو ایک پیٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کے کچھن سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہو گیا ہے اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ تمام روگین اور موانع دور ہو سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں۔ ندوۃ العلماء اور دیگر غنیمتوں کا فرض ہے کہ اس نامور انسان کی آواز پر کان لگائیں بے انتقامی اور اعراض کر بیٹھے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہونگے۔ ایک لاکھ تھکاس کے خدام کی نوبت پہونچ گئی ہے اور بہت سی کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اسکی تائید میں شائع ہوئے ہیں قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کو دعائی اور دلائل میں خور کرین اور پھر باتو تائید کرین اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کرین یا اسکی استیصال کیلئے زور لگائیں گے۔ کہ اسلام کو نہ ہاروں فردوں بدن اس میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدوں اسکے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور اس عالم میں نجات ہے اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ٹھوکر اور روک ہو رہا ہے۔ اسکی تائید یا تردید سے اعراض اور تقاض کرنا مروی ہے و بعد ہے۔ خدا کے کہ ندوہ اور دیگر غنیمتیں اس طرف توجہ کرین اور اہل المؤمنین ہونگے دوسرے لوگوں کے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے سنت حسنت کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین + عاجز عبد الکریم

ریلو آف سیر

عربی و غریب ہوا ری نہ ہی رسالہ قادیان مصلح گورداسپور ہر مہینہ کی مین تاریخ کو نکلتا ہے اسکے مضامین جو تمام مذاہب اہل کی ترویج اور اصول حق اسلام کی تائید میں ہوتے ہیں عموماً حضرت اقدس میں نے غلام احمد صاحب دہلوی مسیح و عہود و مہدی مسعود کی قلم سے نکلتے ہیں۔ عیسائیوں آریوں برہمنوں فلسفیوں وغیرہ کے ہر ایک اعتراض کا جو وہ مذہب اسلام پر کرتے ہیں جواب دیتا ہے۔ اس سلسلے کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ زبان انگریزی میں دنیا کے سامنے انگلستان امریکہ وغیرہ میں جاتا ہے اور اسکے مضامین مخصوصاً اس قسم کے ہوتے ہیں جنہیں اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ نظر آئے اور اس کا عربی لوئیہ قایم ہو۔ اور اس کی متعلق ہر ایک قسم کے شکوک شبہات دور کئے جادیں۔

قیمت انگریزی رسالہ سالانہ مع محصول ڈاک نمونے کا پرچہ ۸ روپے ۶۰ روپے
 اردو رسالہ معمولی کاغذ ۸ روپے ۶۰ روپے
 علی الترتیب ملتا ہے بغیر وصولی قیمت کے رسالہ کسی صاحب کے نام جاری نہیں ہو سکتا۔ جو صاحب منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال نہ فرمادیں انکو چاہیے کہ اپنی درخواست کے ساتھ اطلاع بھیج دیں کہ پہلا پرچہ بذریعہ وی پی پی بھیجا جاوے۔

دفعہ ۲۰ رسالہ تجارتی اشتہارات کے لئے بھی کہلا ہے بشرطیکہ وہ ہر ایک قسم کے فحش سے اور مبالغہ سے پاک ہوں۔ اجرت اشتہارات کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

پورا صفحہ	نصف صفحہ	چوتھائی صفحہ	
۱۰۰	۵۰	۲۵	سالانہ
۷۵	۳۷	۱۸	ششماہی
۵۰	۲۵	۱۲	سہ ماہی
۲۵	۱۲	۶	ایک بار

نوٹ۔ یہ رسالہ اخبار الحکمران جو مہینے میں چار بار قادیان سے نکلتا ہے اسے ایک باکل الگ نرالی طرز کا رسالہ ہے جس میں

جو تمام مذاہب اہل کی ترویج اور اصول حق اسلام کی تائید میں ہوتے ہیں عموماً حضرت اقدس میں نے غلام احمد صاحب دہلوی مسیح و عہود و مہدی مسعود کی قلم سے نکلتے ہیں۔ عیسائیوں آریوں برہمنوں فلسفیوں وغیرہ کے ہر ایک اعتراض کا جو وہ مذہب اسلام پر کرتے ہیں جواب دیتا ہے۔ اس سلسلے کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ زبان انگریزی میں دنیا کے سامنے انگلستان امریکہ وغیرہ میں جاتا ہے اور اسکے مضامین مخصوصاً اس قسم کے ہوتے ہیں جنہیں اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ نظر آئے اور اس کا عربی لوئیہ قایم ہو۔ اور اس کی متعلق ہر ایک قسم کے شکوک شبہات دور کئے جادیں۔

حیوانی ہر شک۔ غیر ہونگا۔ موتی سیا قوت اور بیش قیمت۔ اس کو خالص تیار موتی میں انسان کی زندگی
مندی اور طاقت کیلئے دوا ہے۔ اور اس میں ارقاض قلب و انقباض گردہ و مثانہ و مساجد خون کے فتح کر دینا
بے مثل ہیں۔ معدہ کو درست اور خون کو زیر و موافق سے صاف اور تمام جسم کے عصاب کو قوی اور مضبوط کرنی ہیں۔ بانی
اور ہڈی پر لی بیماریوں کو روک دیتی ہیں۔ طبیعت میں بفرج اور خاطر خواہ نشاۃ ہو جاتی ہیں۔ عقل ہوش حواس
حافظہ و ذہن و ذکاوت تر و تیزی ہیں۔

عجیب و غریب اگر آپ نے کیا ہیں۔ اسے چار پانچ تیز بہانہ قسم کے زخموں۔ جراثیموں۔ چوٹوں۔ گلیڈوں
میں مضمون عیسائی۔ اختار یہ سرخان۔ طاعون اور ہر ایک قسم کی کینٹیکل پھوڑوں۔ پتھریوں۔ ناصوں۔ بواسیر
گتج۔ خارش اور طرح طرح کی جلد بیماریوں۔ و تھوڑی سی دوا سے بہت جلدی۔ جانوروں کے کاٹ لینے۔ جل جانے
عورتوں کے خطرناک امراض۔ سرطان رحم وغیرہ کیلئے صد سال کا مجرب ہر طبقہ کے حکماء کا مستفقہ و معجزہ بابرکت
علاج چاہتے ہیں تو یہ بابرکت ہر قسم کے اس کا رخاں۔ ہونگا۔ جو اس کو خالص اجزا سے تیار کر کے کاغذ دار
ہے۔ طبی جان اس کے کامیاب تاثیرات کا ممنون ہے۔ قیمت فی دبیہ ۱۲ روپے
پاکٹ کیس اور دوبات۔ اکثر جانین طبیعہ کے علاج کے بروقت نہ ہونے سے سخت تکلیف برداشت کرتی اور
بعض وقت بکثرت ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اس دردناک حالت کو دیکھ کر ہم نے یہ پاکٹ کیس تیار کیا ہے اور
اس میں مختلف سیاساتہ بیماریوں کی جنکی اکثر شکایت ہوتی ہے وہ ذرا دیر صبح و شام دو یا دو یا تین میں جنسی طور پر
ڈاکٹری اور یونانی طب سوقت چھوٹا بت نہیں کر سکی اور یہ کیس ایسا بنا یا گیا ہے کہ مصیب میں رہ سکی۔ ایک کتاب
ترکیب اسکو ہمراہ ہوا اور ہر حصہ ایسی آسانی کیلئے ہے کہ شدید جانور والا انسان ہی سفر و سفر میں اسکو سمجھ کر پورے
طبیعی کام دے سکتا ہے اور ادویہ کے استعمال بروقت ہو جان مریض کو خطرات معاف سے بچا سکتا اس لئے
اس پاکٹ کیس کا ہر ایک انسان کے پاس ہر حالت میں ہونا ضروری ہے قیمت صر و ع

عدۃ القوم من اللہ عز و جل
ادویات نفعت
کاشانہ محمد علیہ صلی علیہ وسلم
محمد علیہ صلی علیہ وسلم

Digitized by Khulalat Library

۱۔ خریداران کو خط و کتابت میں اور ترسیل زر کے وقت نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہیے۔
اس سے پہلے بھی اس امر کی اطلاع دیا جا چکی ہے لیکن اسکی طرف کافی توجہ نہیں کی گئی
اس رسالہ کے خریداروں کے ہاتھ میں پہنچنے کے بعد جو صاحب اس قاصد کی پابندی
کو مد نظر نہ رکھیں گے انکی عدم تعمیل کی شکایت بجا نہ ہوگی۔
۲۔ جن اصحاب کو وقت پر رسالہ نہ پہنچے انکو فی الفور دفتر میں اس امر کی اطلاع
دینی چاہیے۔ بعض صاحب کئی کئی ماہ بعد پہلے نمبر طلب کرتے ہیں جس کی تعمیل
دفتر میں بعض وقت مشکل ہو جاتی ہے۔

محمد علی
منیجر رسالہ

میرے پاس ایک نسخہ ہے جو ہر ایک قسم کی چشم امراض کے لئے تاثیر کیس کہتا ہے جس کا اعداد سے پتہ استعمال میں ہے
کچھ ہندوستان کے مشہور طبیبوں کی تجویزوں کے ساتھ اسکا علاوہ حصول ڈاک کے ذیل پر ہے خریداروں کے لئے ان کی درخواست پر دینا شرط

اس کتاب کی تصنیف میں کئی کئی سالوں کی محنت و کوشش ہے۔ اس میں ہندوستان کے مشہور طبیبوں کی تجویزوں کے ساتھ اسکا علاوہ حصول ڈاک کے ذیل پر ہے خریداروں کے لئے ان کی درخواست پر دینا شرط